جلد ۱۷ | ۲۱ - جنوری ۱۹۱۳ء مطابق ۱۳ صفر ۱۳۳۱ھ ہجری علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام | نمبر ۳

خیر مقدم

مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب وسط دسمبر سے قادیان میں موجود نہیں ہیں مگر مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہے کہ عزیز محمود احمد اگرچہ ابھی بچہ ہے مگر اس نے ہماری امید سے بڑھکر وہ کام کر دکھایا جو اس کا والد ماجد بیمار رہ کر کر سکتا۔ صاحبزادہ صاحب سے ان لوگوں کو ایک خاص شغف ہے۔ ان کی آمد میں خوشی میں مبارکباد سنہری شعر میں چھاپ اس اہتمام سے چھاپ کر اس اہتمام سے بھجوائی کہ ابھی جہاز جلسے ۵ میل پرے تھا کہ وہ مبارکباد حاجیوں کے قافلہ سالار کو مل گئی۔ پھر ایک خیر مقدم جو درج ذیل ہے نہر پر تقسیم کیا گیا اور اس کے بعد دو دن متفرق اوقات میں تقسیم ہوتا رہا۔ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی طرف سے ٹی پارٹی دینے میں بھی اس عزیز نے بہت محنت و جوان ہمتی سے کام لیا۔ اور پارٹی کو شاندار کر دکھایا۔

اس اخبار میں اس کا ایک مضمون جو عربی ام السنہ کا بقیہ ہے۔ دیا جاتا ہے اور یہ اس کا اپنا لکھا ہوا ہے۔ اور میں نے اس میں کوئی تبدیلی کرنی نہیں چاہی۔ ناظرین پڑھیں اور فائدہ حاصل کریں۔

جبکہ مدتوں سے سورج نہ نکلا تھا لوگ اپنا کام نہ کر سکتے تھے بیچ میں اندھے بھی تھے اور اکثر بینا لیکن سورج کے نہ ہونے سے ان کی بینائی بیکار تھی لوگ چاہتے تھے کہ آسمان پر سورج چمکے لیکن آسمان پر سورج کا نشان تک نہ تھا آخر خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور مطلع صاف ہوا آسمان پہ پر روشنی نمودار ہوئی اور سورج چمکنے لگا بعض نے اسپر پردہ ڈالنا چاہا اور مٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا چاہا۔ لیکن آخر ان میں سے پردہ ڈالتے ہوئے خاک سیاہ ہو گئے ایک سورج کا نام اظہر من الشمس ہے لیکن قرآن دوسرے کو کہتا ہے یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی سورج کا نام احمد ہے۔ پس آج ہند کے آسمان پر حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منور سورج چڑھا جس کی شعاعیں ہند میں یورپ میں پڑیں جس کی کرنیں صحرائے عرب میں نمودار ہوئیں جب مخالفوں کے پردوں سے اس کی شعاعیں نہ رکیں۔ انہوں نے باتیں بنا کر لوگوں کو بہکانا چاہا لیکن وہ سپید صبح جو کہ سورج کو سورج کہنے والی ہیں وہ کب ان باتوں سے رک سکتی ہیں۔

ایک بڑی مدت ہوئی وہ کہتا ہے کہ عرب کے متعلق مجھے میرے عرب الہام ہوا ہے۔ جبکہ وہ ہم سے جدا ہوا لوگوں نے اسپر استہزا کیا لیکن وہ نہیں جانتے کہ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں آج جبکہ اس کو ہم سے جدا ہوئے چار پانچ سال کا عرصہ ہوتا ہے اور مخالف لوگ ہیر پھیر کر چکے تو خدا کی بات پوری ہوتا ہے الولد سر لابیہ حضرت سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ذریعہ یہ الہام پورا ہوتا ہے۔ یہ وہی نور ہے جس سے ظلمت دور ہے یہ وہ جوان ہے جو اپنے اندر مسیحا کی طاقت رکھتا ہے۔ اس الہام کو پورا کر کے اپنے وطن مالوفہ کی طرف واپس لوٹتا ہے اس لئے آج کا دن ساکنین الدار و مہاجرین دارالامان کے لئے عموماً اور خاندان نبوت کے لئے خصوصاً ایک خاص فضل اور بشارت کا دن ہے اس لئے کہ آج احمدیہ قوم کے دو گوہر سلامتی واپس آئے ہیں۔ اس وقت آپ کا عرب سے واپس ہونا گویا آنجناب کے ہاتھ سے ایک بڑی بھاری آیات اللہ کا پورا ہونا اس لئے ہم ان آیات کی تلاوت کرتے ہوئے اظہار مبارکباد کا موقعہ پاتے ہیں اور صدق دل سے اول حضرت امیر المومنین رض کے حضور مبارکبادی عرض کرتے ہیں۔ پھر حضرت ام المومنین کے حضور ام المومنین علیہا السلام اور حضرت ثانی اثنین اور حضرت نواب صاحب قبلہ کے حضور مبارکبادی عرض کرتے ہیں اور احمد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور نظر اور سیدنا حاجی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اور حضرت قافلہ سالار حضرت اور سید عرب عبد المحی صاحب کو اہلاً و سہلاً مرحبا کہتے ہیں۔

"اے آمدنت باعث آبادی ما" اس وقت اس آمد پہ ہمارے دلوں میں ایک خاص جوش ارادت و عقیدت ہے جسکو ہم صفحہ کاغذ پر لکھ نہیں سکتے۔ یہ اس مسیحا کی دعاؤں کی کشش ہے کہ ہم اس کے آگے جھک پڑے ہیں۔ خدایا یہ بڑھے پھلے پھولے اور دنیا کے لئے نور ہدایت ہو۔ آمین ثم آمین۔ ای قادیان

ذالك لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الاخرة عذاب عظیم[۱] پ ۶ رکوع ۸

ان عذابوں مندرجہ آیت مائدہ کے وقوع کی تفصیل تو قرآن مجید کی اکثر آیات میں موجود ہے۔ جس کا بیان کرنا ایک دفاتر طویلہ کو چاہتا ہے اب ہم یہاں پر چند آیات کیطرف اشارہ کئے دیتے ہیں۔ ناظرین اصل واقعات اور اُن کے اسباب کو کتب تفاسیر اور احادیث اور سیر میں ملاحظہ فرمالیویں۔ مثلاً ایک غزوہ بدر ہے جس میں مشرکین اور مکذبین پر سخت عذاب نازل ہوا اور اُس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایک آیۃ قرار دیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتاء فئة تقاتل فی سبیل اللہ[۲] الی آخرہ پ ۳ رکوع ۹۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ جنگ بدر کو ایک نشان عظیم الشان صداقت رسالت آنحضرت سید المرسلین کا قرار دیا ہے کیونکہ آیۃ میں تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ اور فی الحقیقت فتح جنگ بدر ایسی عظیم الشان فتح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم اور الہام سے بحیثیت کذائی مندرجہ احادیث واقع نہیں ہوئی اُس کی وجہ موجب یہ ہے کہ اہل اسلام مخالفین کو قریب اُنیس سو کے دکھائی دیئے حالانکہ اہل اسلام صرف تین سو تیرہ اور مخالفین قریب ایکہزار کے تھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ یرونهم مثلیهم رای العین[۳] پ ۳ رکوع ۱۔ پس یہ نصرت اور تائید الٰہی بذریعہ فرشتوں کے واقع ہوئی اور ستر سرداران قریش مقتول ہوئے۔ اس میں ابو جہل سب کا سردار تھا اور ستر سردار قید میں آئے اور قبل اس فتح کے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا گیا تھا قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جهنم وبئس المهاد[۴] پ ۳ رکوع ۹

پھر دیکھو اس بارہ میں احادیث کو۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو کہ کسی کو جنگ بدر کی مانند بحیثیت مذکورہ بالا کسی وقت میں کوئی فتح واقع ہوئی ہے تو وہ ثابت کرے۔ یعنی پہلے سے ایسی فتح کی خبر قطعی طور پر دی گئی ہو اور مومنین بقدر تہائی کے ہوں۔ مخالفین کی فوج سے اور ہر ایک کافر کے مقتول ہونے کی جگہ بتلادی گئی ہو۔ اور مخالفین کی فوج تمام ساز و سامان جنگ سے مسلح اور مزین ہو اور مومنین کی جماعت اقل قلیل نہایت درجہ بے ساز و سامان ہو وکذا وکذا۔ پس اس سے بڑھ کر نشان صداقت رسالت کا اور کیا ہوگا کہ ان تین سو تیرہ میں صرف دو سوار اور چند زرہ پوش تھے اور انہی کے پاس تلواریں تھیں باقی لٹھ پتھر لئے ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نصرت اہل اسلام کے لئے آسمان سے فرشتے نازل فرمائے۔ جو سواروں کی صورت میں تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے کفار کی آنکھوں میں مسلمانوں کی جماعت دو چند فوج کفار سے دکھائی دی۔ فرشتوں کے ذریعہ سے دیکھو سورہ انفال جس سے کفار کے دل میں رعب پیدا ہوگیا اور اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست فاش کھائی۔ اس

فتح بدر بڑا نشان۔

فتح جنگ بدر سے تمام کفار یہود و نصاریٰ وغیرہ پر ایسا رعب چھا گیا کہ وقتاً فوقتاً مغلوب ہوتے چلے گئے۔ گو دعوے بڑے بڑے کرتے رہے اور چند بے سر و سامان عرب کے ہاتھ سے قیصر و کسریٰ کی قدیم سلطنتیں جو دنیا کو گھیرے ہوئے تھیں اور اُس وقت اُن کے برابر دنیا میں کوئی بادشاہت نہ تھی اُکھاڑ کر پھینکوا دیں اور اُنکے قبضہ میں لے آئے۔ جیسا کہ سفر مثنی باب ۱۸ میں موجود ہے پس جو پیشگوئی استیصال مکذبین کی تھی وہ بہمہ وجوہ واقع ہوگئی اور یہ سفر مثنی کی پیشگوئی اعمال باب ۳ میں بایں عبارت مندرج ہے۔ لان موسیٰ قال للاباء ان الرب الٰهكم سیقیم لکم من اخوتکم نبیا مثلی فاسمعوا له فی جمیع ما یکلمکم به ویکون کل نفس لا تسمع لذلك النبی وتطیعه تستاصل من شعبها الی آخرہ

اور اردو اعمال باب ۳ میں لکھا ہے۔ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ اللہ جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے میری مانند ایک نبی پیدا کریگا جو کچھ وہ تم سے کہے سب سُنیو اور جو شخص کہ اُس نبی کی نہیں سُنیگا اپنے لوگوں میں سے تباہ ہو جائیگا الی آخرہ

اور پھر دیکھو سورہ حشر اور اُس کی تفسیر کو جو اشارتاً چند آیات اُس کی یہاں پر لکھی جاتی ہیں قال اللہ تعالیٰ وقذف فی قلوبهم الرعب یخربون بیوتهم بایدیهم وایدی المومنین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار[۵] پ ۲۸ رکوع ۴۔ تنبیہ سرکش یہود جب اپنی شرارت میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے اور بالآخر اُن کی شرارت کی سزا کے لئے اُن کی گڑھی مستحکم کا گیارہ روز تک سخت محاصرہ کیا گیا تو وہ غیظ میں آکر اس جلن کے مارے کہ بعد میں مسلمان ہمارے گھروں میں نہ رہیں اور اس لالچ سے بھی کہ اپنا لکڑی کاٹھ کیوں چھوڑ دیں مکانوں کو گرانا شروع کر دیا۔ آپ بھی گرانے میں مصروف تھے۔ اور مدینہ کے مسلمانوں سے بھی اس کام میں مدد لیتے تھے۔ یہ ہے تفسیر یخربون بیوتهم بایدیهم وایدی المومنین کی۔ دیکھو شرح اس کی کتب احادیث اور کتب تفاسیر میں۔ ایضاً۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ما قطعتم من لینة او ترکتموها قائمة علیٰ اصولها فباذن اللہ ولیخزی الفسقین[۶] پ ۲۸ رکوع ۳

یہود کے نخلستان کا کاٹنا اور اُن کے کھیتوں کا برباد کرنا یا جلا دینا فی الحقیقت ایک ایسا عذاب ہے کہ اس کی نظیر پہلے جہادوں میں نہیں پائی جاتی اور اسی لئے مخالفین اسلام ایسے عذابوں پر جو باذن اللہ اور موافق پیشگوئی بائبل کے واقع ہوئے اعتراض کرتے ہیں۔ مگر ان عذابوں کا وقوع بموجب پیشگوئی مندرجہ بائبل کے بہت ضروری تھا اور ان عذابوں کے اسباب تو یہ اہل کتاب کی نہایت درجہ کی سخت شرارتیں تھیں۔ جو علل موجبہ ان عذابوں کے وقوع کے لئے ہوگئیں۔ اور ایسے اشتر باغیوں کی سزا ہر ایک قانون سلطنت میں ایسی ہی ہوا کرتی ہے معترضین اگر اُن کی سخت شرارتوں کا معائنہ کرتے تو پھر ہرگز اعتراض نہ کرتے۔ اور پیشگوئی مندرجہ قرآن مجید کے کہ لا اعذبه احدا من العالمین۔ موافق اُن ہی پیشگوئیوں بائبل کے پورے طور پر وقوع میں آئیں۔ اسی سبب کے دفعیہ کے لئے فرمایا گیا کہ یہ سب باتیں باذن اللہ ہوئیں اور ایسے فاسقین کی یہی سزا تھی۔ اب میں مختصراً باب ۴۲ یشعیا کی عبارت لکھے دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو ظاہر ہو کہ اس قسم کے عذاب جو بظاہر مخالفین کے نزدیک مظنہ اعتراض ہیں۔ وہ ضروری الوقوع تھے دیکھو کتاب یشعیا نبی باب ۴۲۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُکسائیگا۔ وہ چلائیگا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کریگا۔ وہ شریعت کو بزرگی دیگا اور اُسکو عزت بخشیگا۔ لیکن یہ ایک گروہ ہے۔ جو لوٹی گئی اور غارت کیگئی وہ شکار ہوئے۔ اور کوئی نہیں بچاتا وہ لوٹے گئے اور کوئی نہیں کہتا پھیر دو۔ اسلئے اس نے اپنے

---

[۱] جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے فساد کی غرض سے ملک میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں اُن کی سزا تو بس یہی ہے قتل کر دیئے جاویں یا سولی دیجا دے اُنکو یا اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاویں یا اُن کو وہیں نکالا دیا جاوے یہ تو دنیا میں اُن کی رسوائی ہوئی اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

[۲] تحقیق ہے تمہارے لئے ایک بڑا نشان دو گروہوں میں کہ وہ دونوں آپس میں بھڑے ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں [۳] مسلمانوں کا گروہ اپنے سے دوچند دکھائی دے رہا تھا [۴] کہدے کافروں سے کہ ضرور تم مغلوب ہو جاؤ گے۔ اور اُٹھائے جاؤ گے تم طرف جہنم کی اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

[۵] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں ایسا رعب کہ اُجاڑتے تھے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مومنین کے ہاتھوں سے پس عبرت پکڑو اے بصیرت والو۔

[۶] اُنکا نخلستان جو تم نے کاٹ ڈالا یا اُن کو جڑوں سمیت کھڑے رہنے دیا تو یہ خدا ہی کے حکم سے تھا اور اللہ منظور تھا کہ نافرمانوں کو رسوا کرے

قہر کا شعلہ اور جنگ کا غضب ڈالا سا پر گرد اگرد آگ لگی۔ انتہی ملخصًا۔ دیکھو کل باب ۴۲ کو۔ اگر مجھ کو بسبب طوالت کے ناظرین کی ملالت کا خیال نہوتا تو مفصل طور پر بائیبل سے نقل کر کے دکھلاتا کہ یہ عذاب جو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے موافق پیشگوئیوں مندرجہ بائیبل کے واقع ہوئے ہیں جن کی تصدیق لا اعذبہ احداً من العالمین میں موجود ہے۔ مگر خوف ملالت سامعین مانع اس کی تفصیل کا ہو گیا ہے۔ اور اسی لئے اس سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ اُس شہادت اہل کتاب کو یاد دلاتا ہے جس کا اقرار حواری کر چکے ہیں کہ نکونا علیہا من الشاھدین۔ چنانچہ فرماتا ہے

یا ایہا الذین آمنو کونوا قوامین للہ شہداء[1] پ ۶ رکوع ۵۔ بالقسط۔ اب اس مقام پر مومنین مائدہ کے لئے یہ ثابت کرنا باقی رہا ہے کہ نزول اس مائدہ کا اولین و آخرین کے لئے موجب عید و خوشی کا ہوگا[2]۔ سو یہ امر ظاہر ہے کہ اول تو خود اللہ تعالیٰ و تبارک نے فرمادیا کہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

ایضاً و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔

اور حضرت نبی کریمؐ نے بتاکید اکید ہر صدی کے راس پر ایک مجدد دین اسلام کا مبعوث ہونا بطور پیشین گوئی کے ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ

لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی[3]

وغیرہ وغیرہ من الآیات والاحادیث خصوصًا اس چودہویں صدی میں مسیح موعود اور مہدی موعود کا جو مبعوث ہونا علم الٰہی میں تھا۔ جس کی بعثت بڑی عظمت و شان سے واقع ہونیوالی تھی اور احادیث صحیحہ میں نبی کریمؐ نے اُس کو اپنا سلام بھی پہنچایا تھا اور بالفاظ نبی اللہ اُس کا لقب ارشاد فرمایا تھا اور اُس کی بعثت کا زمانہ ایک بڑی عید کا دن تھا۔ جو آخرین کے واسطے علم الٰہی میں مقرر ہوا تھا اس لئے مکذبین اسلام اور منکرین اُس کی بعثت کے لئے بھی ایسے ایسے عذاب واقع ہوئے کہ جو مصداق لا اعذبہ احداً من العالمین کے ہیں۔ یہ طاعون زلازل طوفان اور دیگر وبائیں قحط شدید وغیرہ وغیرہ جیسے ہر کہ و مہ واقف ہے عیاں راچہ بیاں اسلئے میں اس کی تفصیل یہاں پر نہیں کرتا۔ دیکھو سلسلہ احمدیہ

رسالجات اور اشتہارات اور کتب مولفہ خاکسار کو۔ اگر اُن پر اعتبار نہو تو اخبارات دُنیا کو انگریزی ہوں یا اُردو یا فارسی یا عربی۔ اس امر کا تو ہر ایک ذوالرائے کو اقرار ہے کہ یہ تمام عذاب غیر معمولی طور پر واقع ہوئے ہیں گو وہ مسیح موعود کی تصدیق میں اپنے تعصب و عناد کی وجہ سے نکریں بیان مذکورہ بالا سے ہر چہار امر تو ثابت ہو گئے یعنی نا کل منہا کیونکہ سلطنتیں کی سلطنتیں اہل اسلام کے قبضہ میں آگئیں

بیان اکل وغیرہ اور اطمینان قلب

کیونکہ پچھلی پیشگوئی کی بائیبل کی تصدیق واقعات محمدیہ نے فرمادی اُس سے بڑھ کر اطمینان قلب اور کیا ہوگا۔ اور صدق رسالت با علم اہل بصیرت کو حاصل ہو گیا۔ گو معاندین کو حاصل نہو۔ اب جو کوئی نزول اس مائدہ کے صدق سے انکار کرے اور نکونا علیہا من الشاھدین میں داخل نہو تو اُس کی بے ایمانی اور ہٹ دھرمی میں کیا شک ہے اور حضرت عیسیٰ کے الفاظ دعا میں جو اس مائدہ کا نزول اولین و آخرین کیلئے عید ہونا عرض کیا گیا تھا اُس کو واقعات مجددین خصوصًا حضرت جری اللہ فی حلل انبیاء کے معجزات نے ثابت کر دیا تو اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کی دعا کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بالفاظ انی منزلہا بطور پیشگوئی کے قبول فرمایا تھا وہ واقع ہو گئی کما قال المسیح الموعودؑ

چوں بیاید بہار باز آید ✽ موسم لالہ زار باز آید

وقت دیدار یار باز عید آید ✽ بیدلاں را قرار باز عید آید

ماہ روے نگار باز عید آید ✽ خور بہ نصف النہار باز عید آید

باز خندد بناز لالہ عید و گل ✽ باز خیزد ز بلبلاں غلغل عید

کیونکہ ضمیر ہا کی اُس مائدہ کی طرف راجع ہے کہ جو یہ صفات مذکور موصوف ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اولین و آخرین میں سے جن مکذبین نے اس مائدہ کے ساتھ میں کفر کیا اُن پر عذاب بہائے شدید بھی ایسے واقع ہو گئے جو پچھلے زمانوں میں اُن کی نظیر نہیں ملتی پس مراد اس مائدہ سے یہی شریعت کاملہ اسلامیہ ہے جو موجب دخول جنت ہے جس کی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ بحولہ و قوتہ تعالیٰ ہم نے ثابت کر دی اب ہم احادیث صحیحہ سے شریعت اسلامیہ کا مائدہ ہونا بزبان نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثابت کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جس کا انکار کوئی مشکک نہ کر سکے مثل مشہور ہے

اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل

وھو ھذا۔ عن جابر قال جاءت الملائکۃ الی النبی صلعم وھو نائم فقالوا لصاحبکم ھذا مثلاً فاضربوا لہ مثلاً قال بعضھم انہ نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا مثلہ کمثل رجل بنی داراً وجعل فیہا مادبۃ و بعث داعیاً فمن اجاب الداعی دخل الدار و اکل من المادبۃ و من لم یجب الداعی لم یدخل الدار و لم یاکل من المادبۃ فقالوا اولوھا لہ یفقہہا قال بعضھم انہ نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان

ٹ ایہا الاحباب یہ عید آخرین جو حضرت عیسیٰ اول کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر حضرت جری اللہ فی حلل انبیاء عیسیٰ ثانی کی زمانہ بعثت میں تمہارے لئے بحکم و آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے عود کر آئی ہے کیا تم اس عید خوشی کے دن میں جس کو حضرت جری اللہ نے اس اپنے کلام پاک میں بہار اور موسم لالہ زار وغیرہ کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔ اُسکی شاخوں پھلوں اور پتوں اور پھولوں کی سرسبزی اور سیرابی کیلئے اپنے زخارف دنیوی کو جو تم سے قریب جدا ہونیوالے ہیں اور تم اُن تمام زخارف سے جدا ہونیوالے ہو۔ کیا خرچ نہ کرو گے ضرور کرو گے اور اس کی جزا میں تم کو ابد الآباد کے لئے عیش جاودانی اور جنات رحمانی حاصل ہونگی والآخرۃ خیر و ابقیٰ مجھکو تو اپنی جماعت کے احباب سے بعید معلوم ہوتا ہے کوئی ایسی سعید روح ہو گیا جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لائی ہیں وہ اس ادنیٰ زخارف کو اس باغ کے اشجار کی سیرابی کے لئے جو حضرت مسیح موعود نے بموجب دعا مسیح اول کے لگائے ہیں اُس میں صرف نکرو گے وہ اشجار اور اُن کی شاخیں کیا ہیں دیکھو۔ یہ لنگر خانہ تعلیم علوم دین کے مدارس اشاعت اسلام مسجد تعمیر وغیرہ وغیرہ تمہارے سامنے موجود ہیں اور ایام عید کے ہیں اور تم اُن کا مشاہدہ کر رہے ہو۔ پس ضرور بالضرور زخارف فانیہ کو خرچ کر کے جنات اور بہار جاودانی خرید دو اور اس کی خریدنے میں ہرگز دریغ نہ کرو گے یہ عید کے دن تم کو پھر نہ ملینگے۔ اور تمہارے ہاتھ سے یہ موقعہ جاتا رہیگا اور تم کو کف افسوس ملنا پڑیگا ان زخارف فانیہ کو چھوڑنا پڑیگا اور یہ باغ تو سرسبز ہو کر ہی رہیگا

مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ✽ ورنہ قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا ✽ تبارک الذی ان شاء جعل لک خیراً من ذالک جنات تجری من تحتہا الانہار و یجعل لک قصوراً کیا اسرار الٰہی ہیں کہ مسیح اسرائیلی نے تو اس مائدہ کے نزول کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو قبول فرمایا اور مسیح محمدی کو رویا میں اس مائدہ جسمانی کے بھی قائم کرنیکے لئے حکم ہوا پھر مسیح موعود محمدی نے اس مائدہ جسمانی کو بطور نشان کے قائم کیا جسکا دوسرے لفظوں میں لنگر خانہ اور مہمانخانہ نام رکھا۔ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر

نکتہ ہاست بسے محرم اسرار کجاست

---

[1] اے ایمان والو خدا کے گواہی کے لئے مستعد کھڑے ہو یعنی عدل و انصاف کے ساتھ گواہی دو

[2] جو دوام اس مائدہ پر دلالت کرتا ہے اور آخرین قیامت تک اس مائدہ سے مستفید ہوتے رہینگے۔

[3] اور اگر ہوتے موسیٰ اور عیسیٰ زندہ تو اُنکو سوا میری پیروی کے کچھ مجال اور گنجائش نہیں ہوتی۔

فقالوا انّ الدار الجنة والداعی محمد صلعم فمن اطاع محمدًا فقد اطاع الله ومن عصی محمدًا فقد عصی الله ومحمد فرق بين الناس رواه البخاری ومشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹
عن ربیعۃ الجرشی قال اتی نبی الله صلعم فقیل له لتنم عینك ولتسمع اذنك وليعقل قلبك قال فنامت عينى وسمعت اذنای وعقل قلبی قال فقيل له سيد بنى دارا فصنع فيها مادبة وارسل داعيا فمن اجاب الداعی دخل الدار واكل من المادبة ورضی عنه السيد ومن لم يجب الداعی لم يدخل الدار ولم ياكل من المادبة وسخط عليه السيد ومحمد صلعم

الداعی والدار الاسلام والمادبة الجنة رواه الدارمی ومشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱

ان دونوں احادیث میں جو لفظ مادبۃ کا ہے اس کے معنی اور مائدہ کے معنی مترادف ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ بوقت پیشگوئی جب تک کہ واقع نہیں ہوئی تھی اس کو مائدہ ہی کہنا مناسب تھا۔ کیونکہ مائدہ کے معنی اس خوان کے ہیں کہ جسپر اقسام اقسام کے طعام موجود ہوں لیکن جب کہ اس مائدہ کے واسطے کوئی شخص لوگوں کو دعوت کرنے والا یا بلانیوالا موجود ہو جائے تو پھر اس مائدہ کو مادبۃ کہنا ہی لازم ہے۔ چنانچہ مادبہ کے معنی صراح و معجزہ میں جو لکھے ہیں وہ مہمانی کے معنی ہیں اور اس کے مادہ میں لوگوں کو مہمانی کے واسطے بلانا داخل ہے اور ادب سو دب بہ مہمانی خوانندہ ولیقال منہ آدب القوم اودبہم ایدابا مادبۃ بفتح الدال وضمتہما مہمانی مارب جمع انتہی بلفظ الصراح۔ پس جبکہ ان حدیثوں سے یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ جب آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ نے داعی کر کے اس مادبہ کے واسطے دنیا میں معبوث کیا تو وہی مائدہ جس کی پیشگوئی قرآن مجید میں بلفظ مائدہ موجود ہے اس کی تعبیر بلفظ مادبہ کرنی ہی مقتضائے فصاحت و بلاغت ہے۔ سبحان اللہ کس قدر اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت ہے کہ جسوقت میں اس خوان کو مائدہ کہنا چاہئے تھا جو قبل وقوع پیشگوئی کا وقت تھا اسوقت میں اس خوان کو مائدہ کہا گیا اور جس وقت میں کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اس خوان کے واسطے مہمانی کے لئے بلانے والا مبعوث ہو گیا تب اس خوان کو مادبہ کہا گیا۔ پس نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے بذریعہ احادیث صحیحہ صحیح بخاری وغیرہ کے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مراد مائدہ سے بذریعہ احادیث اسلام کی شریعت ہی ہے جو موجب دخول جنت ہے جسپر تمام مناسبات سورہ مائدہ میں مذکور فرمائے گئے ہیں۔ اور اپنے وقت خاص پر بذریعہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ پیشگوئی عظیم الشان واقع بھی ہو گئی۔ جس کے پوری ہونے کی شہادت واقعات نے اس وقت

یک رہی ہے جو زمانہ بعثت جری اللہ فی حلل انبیا کا ہے
والحمد للہ ثم الحمد للہ

هذا ما الهمنى الله تعالیٰ فی التفسير آیت المائدہ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوٰة على سيد المرسلين صلوٰة دائمة الى يوم الدين

سوال

اگر کوئی شخص شبہ کرے کہ سلطنت عیسائیوں کی جو تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہے یہی وہ مائدہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے

الجواب

اسکا جواب کافی و شافی ہمارے کل مضمون سے معلوم ہو سکتا ہے جس کا مختصر بیان یہ ہے یہ امر تو مسلم ہے کہ دنیاوی نعمتیں اور دولتیں انتہی درجہ کی فانی اور سریع الزوال ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت ازلی اور ابدی ہے۔ پس مقتضائے ربوبیت جو حضرت عیسیٰ کی دعا میں ربنا کے ساتھ ذکر ہوئی ہے وہ ربوبیت ابد الآباد تک ضرور ہو گی اور یہ امر ثابت ہو چکا کہ بوقت نزول اس مائدہ کے جس نے اس کی توہین اور تکذیب کی وہ فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمين کا مصداق ہو گیا۔ پس اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ مکذبین اس مائدہ کے آخرت میں جس کی نسبت والآخرة خير و ابقى وارد ہے فلاح نہیں پا سکتے۔ پس یہ سلطنت دنیاوی جو چند روزہ اور سریع الزوال ہے اس مائدہ کی مصداق کیونکر ہو سکتی ہے معہذا حضرت عیسیٰ کی دعا میں لفظ خیر الرازقین کا بھی موجود ہے جو مقتضی ہے کہ اس کی رزاقیت آخرت میں بھی دائم و قائم رہے۔ لیکن مکذبین بوقت نزول اس مائدہ کے حسب وعید جب دنیا میں بھی ناکام رہے تو آخرت میں خیر الرازقین کی رازقیت سے حصہ یاب کیونکر ہو سکتے ہیں پس ممکن نہیں کہ یہ سلطنت دنیاوی چند روزہ اور سریع الزوال اس مائدہ کی مصداق ہو سکے۔ ہاں اگر اس سلطنت کے ساتھ آخرت کی سلطنت بھی حاصل ہو تو اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت اور صفت رزاقیت جو دعا میں مندرج ہے وہ صحیح ہو سکتی ہے والا فلا جواب دوم خود حواریوں کی درخواست میں اطمینان قلب اور حصول علم موجود ہے جس کے حصول کے بعد نکون علیها من الشاهدين کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اور یہ اطمینان قلب اور علم کما ینبغی صداقت رسالت کا اور پھر اس پر شاہد ہونا بغیر حصول الہام اور وحی و مکاشفات کے حاصل نہیں ہو سکتا لیکن الہام اور وحی کا ہونا بغیر تصدیق اس مائدہ کے ممکن نہیں ہے کامل نبوت آنحضرت کے وقت سے لیکر آج تک حضرت جری اللہ فی حلل انبیا

لہ حضرت جابر سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ درحالیکہ نبی کریم سو رہے تھے کچھ فرشتے آپ کے پاس حاضر ہوئے پس کہا انھوں نے کہ اس تمہارے صاحب کے لئے ایک مثل ہے اس مثل کو تم بیان کرو۔ اس کے لئے بعضوں نے کہا کہ آں حضرت سو رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ کی آنکھ سو رہی ہے لیکن دل آپکا جاگ رہا ہے۔ پس کہا انھوں نے کہ مثل ایسی ہے کہ کسی بڑے آدمی نے ایک مکان بنایا اور اس مکان میں ایک عام خوان اقسام اقسام کے طعام کا مہیا کیا اور بھیجا ایک دعوت دینے والے کو۔ پس جس شخص نے اس داعی کی دعوت کو قبول کیا تو اس مکان میں داخل ہوا اور اس خوان سے کھانا کھایا اور جس شخص نے اس داعی کی دعوت کو قبول نہ کیا نہ وہ اس خوان سے کھانا کھا سکا اور نہ مکان میں بھی داخل نہیں ہو سکا۔ پس کہا انھوں نے اس حکایت اور مثل کی تعبیر بیان کرو تاکہ وہ اس کو سمجھے۔ پس بعض نے کہا کہ تحقیق آپ تو سو رہے ہیں اور بعض نے اس کا یہی جواب دیا کہ بیشک آپ کی آنکھ سو رہی ہے۔ اور آپکا دل جاگتا ہے پس بیان کیا انھوں نے کہ تعبیر مکان کی جنت ہے اور مراد داعی سے محمد صلعم ہیں۔ جس شخص نے تابعداری کی محمد صلعم کی پس تحقیق اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اور جس شخص نے نافرمانی کی محمد صلعم کی پس تحقیق نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی اور محمد صلعم فرق کرنیوالے ہیں مومن کو کافر سے درمیان تمام آدمیوں کے روایت کیا اس حدیث کو صحیح بخاری نے کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں صفحہ ۱۰۸۴ اور مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۔

لہ اور حضرت ربیعۃ الجرشی نقیہ سے روایت ہے کہا انھوں نے نبی صلعم کے پاس کچھ فرشتے آئے۔ پس کہا گیا واسطے آنحضرت صلعم کے اور چاہیئے کہ سوتی رہیں آپ کی دونوں آنکھیں اور چاہیئے کہ سنتے رہیں آپ کے کان اور چاہیئے کہ سمجھے آپکا دل۔ فرمایا آپ نے سوتی ہیں دونوں آنکھیں میری اور سنتے ہیں دونوں کان میرے اور سمجھتا ہے دل میرا۔ کہا راوی نے پس کہا گیا میرے لئے کہ ایک سید ہے بنایا اُسنے ایک مکان پس تیار کیا اُس مکان میں ایک خوان طرح طرح کے کھانوں کا اور بھیجا ایک دعوت کرنیوالے کو پس جس شخص نے کہ قبول کیا داعی کی دعوت کو داخل ہوا اُس مکان میں اور کھایا اُس خوان میں سے اور خوشنود ہوا اُس سے سید اور جس شخص نے کہ داعی کی دعوت کو قبول نہ کیا نہ وہ داخل ہو سکا مکان میں اور کھانا بھی خوان میں سے کچھ نہ کھا سکا اور بہت ناراض ہوا اُس پر سید فرمایا اللہ تو سید ہے اور محمد صلعم داعی ہیں اور مکان دین اسلام ہے اور خوان جنت ہے روایت کیا اسکو دارمی شریف نے اور مشکوٰۃ شریف نے صفحہ ۲۱ میں

لہ وہ مضمون ہے کہ جو الہام کیا ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے آیت مائدہ کی تفسیر میں اور اخیر میں دعا ہماری یہ ہے کہ تمام تعریفیں اور خوبیاں واسطے اللہ تعالیٰ کے ہیں جو پروردگار عالموں کا ہے اور رحمت کاملہ نازل ہووے اوپر سردار رسولوں کے رحمت

جو کتاب و سنت میں وارد ہیں اور ہم نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم میں تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ الھم زدا قبالہا و شوکتہا ثم زد اجلالہا و دولتہا صدق اللہ تعالیٰ من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا و زینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وہم فیہا لا یبخسون الی آخرہ۔

سے تمام عالم پر ظاہر فرما دیئے اور بخوبی ثابت کر دیا کہ بغیر تصدیق اس مائدہ کے الہام اور وحی سوائے اتباع آفتاب مصنفہ حضرت جری اللہ فی حلل انبیا کو۔ ہاں ہماری گورنمنٹ عادلہ ادام اللہ اقبالہا نے جو تعلیمات دنیوی قرآنی کو بڑی شد و مد کے ساتھ اخذ فرما لیا ہے اس سے اُس کی ترقی روز افزوں اور شوکت و جلال روز بروز ہوتی چلی جا رہی ہے جیسا کہ صیغہ شفاخانہ صیغہ تعلیم اما [illegible] الذی عن الطریق خبرگیری یتامی و مساکین وغیرہ رفاہ خلائق۔ انصاف و عدل۔ مجالس شوریٰ وغیرہ وغیرہ ہیں جن کی [illegible] کبدات شدیدہ م

کیا وید الہامی و ازلی ہیں؟

(از مہاشہ دہرم ویر)

جاننا چاہیئے کہ مہرشی دیانند جی سرستی کا مت (اعتقاد) ہے کہ

(۱) صفت تینوں زمانوں۔ ماضی۔ حال۔ مستقبل میں اپنے موصوف کے ساتھ رہتی ہے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ (چنانچہ مالکیت کی بیخ کو قدیم ثابت کرنے کی غرض سے ایشور کے پیچھے روح اور مادہ کی قدامت کی صفت بھی یار لوگوں نے لگائی ہے۔ وغیرہ)

(۳) ایشور ازلی و ابدی ہے (نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے)۔

(۴) ابتدا سے دنیا میں تحریر کا رواج نہ تھا (دنیا اور اس کی پیدائش موجودات کی پیدائش کے بہت دیر بعد انسان پیدا ہوا۔ انسان کی کتنی ہی نسلیں علم تحریر سے ناواقف گذریں۔ بعد مدت علم نے رواج پایا۔ وغیرہ)

جائے غور ہے کہ اصول موضوعہ ۲ کے بموجب ہر ایک شے۔ ہر ایک بات۔ ہر ایک کتاب خواہ دینی ہو یا دنیوی۔ خواہ پاک ہو خواہ ناپاک۔ بھلی ہو یا بری۔ ہر ایک فعل غرضیکہ جو کچھ ہر سہ عالم میں موجود ہے۔ ایشور کے علم میں ہے اور جو چیز ایشور کے علم میں ہے وہ ہر سہ زمانوں ماضی۔ حال۔ مستقبل میں ایشور سے جدا نہیں ہو سکتے۔ لہذا جملہ علم۔ جملہ باتیں۔ جملہ کتب ہر قسم پاک ناپاک کل ایشور کے علم میں تھے اور ہیں اور رہیں گے کہ صفت اپنے موصوف سے تین کال جدا نہیں ہوتی اور بموجب اصول موضوعہ ۳ ایشور ازلی ابدی ہے۔ لہذا اس کی جملہ صفات۔ ہر ایک وہ شے۔ ہر ایک وہ علم۔ ہر ایک وہ بات۔ ہر ایک وہ کتاب۔ ہر ایک وہ فعل جو آج ایشور کے علم میں موجود ہے وہ ہمیشہ ایشور کے علم میں موجود تھا اور سدا رہیگا اور اپنے موصوف کے ازلی ابدی ہونے کے باعث ازلی ابدی ہوا۔

اس حالت میں سوامی دیانند جی کا ویدوں کو ازلی ابدی کہنا اور ۱۸۔ پرانوں ۱۸۔ اپ پرانوں۔ گنگا لہری۔ اندر سبھا امانت ولیشیا کا ناٹک۔ بیتال پچیسی۔ لیلی مجنوں۔ سوانکیت مورد صبح وغیرہ کو ازلی و ابدی نہ کہنا ہٹ دہرمی اور تعصب بیجا ہے یا نہیں۔ سوامی دیانند مہرشی سرستی مہاراج کی کہ ان جملہ کتب کے (جو ازلیت و ابدیت میں وید کے ہم پلہ ہیں) ازلی و ابدی ہونے سے انکاری ہیں بصورت بالا کوئی وجہ نہیں کہ ان کو ازلی و ابدی نہیں۔ جب ازلی و ابدی ہیں تو آپکے اصول کے مطابق کہ وہ کتاب جو ازلی ہے وہی الہامی ہے۔ ہرگز ہرگز الہامی نہیں ہو سکتی۔ محض وید ازلی ہونے کے باعث الہامی ہے۔ اسی وجہ سے یہ جملہ کتب بھی ازلی ہونے کی وجہ سے الہامی ہیں۔ سوامی جی کا دعویٰ کہ محض وید ہی الہامی اور ازلی ہیں۔ غلط ٹھہرا۔ پس اگر جملہ کتب ازلی اور الہامی نہیں تو وید بھی ازلی اور الہامی نہیں اگر کہیئے کہ یہ جملہ الہامی کتب حال کی مکتوبہ ہے۔ اس وجہ سے الہامی اور ازلی نہیں ہیں۔ نہیں ہو سکتیں۔ تو اصول ۴ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتدائے آفرینش سے علم تحریر ہی نہ تھا۔ تو وید یا پران یا پہیلی کا قصہ یا بیتال پچیسی کہاں سے ازلی ہو سکتی ہیں۔ دنیا کی پیدائش سے ایک دن بعد یا ایک برس بعد یا ایک ہزار برس بعد غرضیکہ جس کے ساتھ بعد کا لفظ لازم آیا بعد ہو گیا اور ازل سے اس کا تعلق قطع ہو گیا۔ اور ایسا ثبوت جیسا کہ لیکھرام نے اپنی کلیات کے صفحہ ۲۵ کالم ۲ میں لکھا ہے۔

"یہ بات تو تاریخ سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں وید ہائے مقدس سے پرانی کتاب نہیں ہے"

بشرط محال اگر اس فقرہ کو مان لیا جائے۔ تو بھی کتاب کا پرانا ہونا ازلی اور الہامی ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ لہذا وید نہ ازلی ہیں نہ الہامی۔ (وکیل)

لاہور میں ہندو لڑکی کا مقدمہ

ایک ہندو لڑکی مسماۃ ویرو قوم ہندو گجراتی برہمن ساکن امرتسر کے خاوند آیا رام کی وفات پر لڑکی مذکور کو اس کے بھائی و دیگر رشتہ داران نے گھر سے نکال دیا۔ یہ غریب لڑکی بھوک سے تنگ آکر امرتسر میں مسلمان ہو گئی اور اس نے ایک شخص مسمی احمد علی ساکن چھاونی لاہور سے شادی کر لی اس پر لڑکی کے بھائی نے دو فوجداری دعوے کئے مگر وہ خارج ہو گئے۔ بتاریخ ۲۱۔ دسمبر ۱۹۱۲ء نرسنگداس لڑکی کے بھائی نے ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں اس بہانہ سے کہ لڑکی ہاتھ آجائے۔ گارڈینی کی درخواست دی۔ لڑکی جب بلائی گئی۔ اس نے بیان کیا کہ وہ خاوند کے پاس رہنا چاہتی ہے اس پر اس کے بھائی و دیگر اہل ہنود نے ایک درخواست دی کہ تا فیصلہ مقدمہ لڑکی کسی عیسائی عورت کے سپرد کی جاوے۔ اس پر مسٹر ایلیس صاحب ڈسٹرکٹ جج نے ۲۳۔ دسمبر ۱۹۱۲ء کو حکم دیا کہ وہ عیسائی عورات کے سپرد ہو۔ لڑکی جب عدالت کے کمرہ کے باہر نکلی تو اس نے اپنے خاوند کا پڑا پکڑ لیا اور عیسائیوں کے پاس جانے سے انکار کیا۔ فریق مخالف عدالت کے اندر دوڑا ہوا چلا گیا اور کہا کہ صاحب دیکھو وہ مسلمان آدمی زبردستی عورت کو روکتا ہے اس پر جج صاحب بہادر نے اسی تاریخ مفصلہ ذیل حکم صادر فرمایا "اس امر کے بارہ میں کہ فی الواقع کیا کچھ وقوع میں آیا بالکل کوئی شبہ نہیں ملزم نے عورت کو پکڑا اور اسے جانے سے روکا۔ ممکن ہے کہ عورت نے بھی اسے پکڑا ہو گر اس نے عورت کو نہ چھوڑا حالانکہ اسے منع کیا گیا اس سے عدالت کی سخت توہین ہوئی ہے۔ میں ملزم کو زیر دفعہ ۴۸۰ ضابطہ فوجداری ایک سو روپیہ جرمانہ یا اگر جرمانہ ادا نہ کیا جائے ایک ماہ قید محض کی سزا دیتا ہوں۔

اس حکم کی اپیل معرفت مسٹر بدرالدین قریشی بیرسٹر ایٹ لا لاہور کے چیف کورٹ میں ۱۳۔ جنوری ۱۹۱۳ء کو داخل کی گئی ہے دلیل موصوف نے جو وجوہات برخلاف اس حکم کے چیف کورٹ میں داخل کئے ہیں۔ وہ مفصلہ ذیل ہیں۔ دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے وجوہات

(۱) عدالت ماتحت ماتحت نے جیسا کہ دفعہ ۴۸۱ ضابطہ فوجداری میں صاف لکھا ہے اپنے حکم میں کل واقعات کا ذکر نہیں کیا اس جرم کے لئے یہ دیکھنا لازمی ہوا کرتا ہے کہ آیا جرم عدالت کی موجودگی میں وقوع میں آیا یا نہیں مگر عدالت ماتحت نے بالکل اس امر کا ذکر نہیں کیا کہ آیا جرم کہاں وقوع میں آیا۔

(۲) دراصل عدالت کی موجودگی میں کوئی جرم سرزد نہیں ہوا اگر کوئی بات وقوع میں آئی ہو تو وہ کمرۂ عدالت کے باہر ہوئی ہے۔ جہاں کہ عدالت بالکل دیکھ نہیں سکتی ہے اور چونکہ دفعہ ۴۸۰ ضابطہ فوجداری صرف اسی صورت میں حاوی ہو سکتی ہے کہ جب عدالت کی نظر کے سامنے جرم کیا جائے اور اس صورت میں اس موقعہ پر جہاں کہ عدالت موجود نہ تھی۔ جرم وقوع میں آیا۔ لہذا عدالت موصوف کو کوئی اختیار سماعت جرم کا نہ تھا۔

(۳) معاملہ فی الواقعہ یہ ہے کہ دوسرے فریق نے آن کر کمرۂ عدالت میں شور مچا دیا کہ ملزم نے عورت کو پکڑنا چاہا ہے۔ اسی لئے حکم میں لکھا ہے کہ کچھ شبہ نہیں ہے کہ ایسا واقع ہوا۔ مگر اس صورت میں بھی ملزم کو یہ موقعہ دینا چاہیئے تھا۔ کہ وہ فریق مخالف کے اس بیان کو غلط ثابت کرتا۔

(۴) بہر حال اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس صورت میں بھی کوئی جرم نہیں ہوا۔ کیونکہ دفعہ مذکور کا یہ منشا ہے۔ کہ ملزم ارادتاً عدالت کی توہین کرنے کی نیت سے مرتکب جرم ہو حالانکہ صورت موجودہ میں زیادہ سے زیادہ ملزم کا یہ منشا ہو سکتا تھا۔ کہ وہ عورت کو عیسائیوں کے پاس جانے سے روک دے مگر اس سے اس کا یہ منشا بالکل نہیں آتا۔ کہ اس نے کسی طرح عدالت کی توہین کرنے کی نیت سے یہ بات کی تھی۔

(۵) علاوہ ازیں زیر دفعہ ۴۸۱ ضمن ۲ ضابطہ فوجداری عدالت کا یہ فرض تھا۔ کہ وہ اپنے فیصلہ میں یہ لکھتی۔ کہ یہ جرم اس وقت صادر ہوا۔ جب جج صاحب بہادر عدالت کے کام میں مصروف تھے۔ یہاں بالکل اس بات کا پتہ نہیں چلتا۔ کہ جج صاحب موصوف اس خاص وقت جبکہ جرم ہوا کس بات میں مشغول تھے۔

(۶) مزید برآں حکم میں بالکل کچھ نہیں لکھا گیا کہ ملزم نے کیا بیان دیا۔ جو دفعہ ۴۸۱ ضمن ۱ ضابطہ فوجداری کے مطابق لکھنا عدالت کا فرض ہے۔

(۷) بوجوہات بالا استدعا ہے کہ ملزم کو بالکل بری فرمایا جا کر جرمانہ معاف فرمایا جاوے۔

ایک حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الہامات حضرت اقدس کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی حوصلہ افزائی کی - اور میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں - کہ محض آپ کی دعاء سے مجھے توفیق ہوئی - کہ اس کتاب کا بسوط جواب میں دے سکا - اب آپ نے کتاب مذکورہ کے جواب کو پسند فرما کر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی - جزاہ اللہ احسن الجزاء -

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی - اس لحاظ سے نہیں کہ ۲۵ جلدیں تک بلکہ اس لئے کہ میرے

آقا

نے میری حوصلہ افزائی کی - یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے - جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے

ایسے لوگوں کی ضرورت ہے - جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں - امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جو نمبر ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے - اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں - اگر احمدی انجمنیں جن میں بعض سینکڑوں جلدیں بھی شائع کر سکتی ہیں بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں خرید کر مفت شائع کر دے - تو ایک ہزار سے زائد جلدیں شائع ہو سکتی ہیں - یہ زمانہ اشاعت کی تکمیل کا ہے - اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا - اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاد دلائی جاتی ہے کہ وہ توجہ کریں

کے رہنے والو سنو کہ آپ نے ہمارے لئے اس مقام پر دعائیں کیں۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت افضل الانبیاء نے دعائیں کیں اور قبول ہوئیں۔ تم بھی ایسے محسن کے لئے دعائیں کرو۔ تم صدق دل سے اس کے سامنے جھکو۔ پس اس وقت خاندان یعقوب اور شیخ اسمعیل صاحب سرساوی مہاجر خصوصیت سے اہلاً وسہلاً مرحبا کہتے ہیں اور مہاجرین قادیان بھی خوش آمدید اور سلام علیک یا ایہا الامیر کہتے ہیں۔ اب میں اس کو حضرت مسیح موعود کے کلام سے ختم کرتا ہوں ؎

نوبت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُرنور ہو سویرا یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اس کے ہیں دو برادر ان کو بھی رکھیو خوشتر تیرا بشیر احمد تیرا شریف اصغر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
یہ تینوں تیرے بندے رکھیو ان کو گندے کر ان سے دور یارب دنیا کے سارے پھندے

ہاں! اے حریم قدس کے رہنے والو۔ اس وقت تمہارے دلوں میں دعاؤں کے لئے خاص جوش ہے اس وقت خاندان یعقوب کو نہ بھولنا۔

اور لڑکے کی لاج رکھ لینا

مدرسہ احمدیہ والے خصوصیت سے اپنے ناظم کا خیر مقدم کرتے ہیں والسلام

گذارندہ

خاندان یعقوب ایڈیٹر الحکم قادیان۔ الراقم خاکسار محمود حمد احمدی

میری غیر حاضری اور واپسی

بارے آمدم تا خدمت ایں خاک پا کنم
گر طاعتے قضا شدہ باشد ادا کنم

ہیچمیرز ایڈیٹر الحکم اوائل دسمبر ۱۹۱۲ء میں بعض اغراض اور مقاصد کو لیکر ایک سفر پر روانہ ہوا تھا۔ اور اس کا خیال نہیں یقین تھا۔ کہ وہ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۱۲ء سے پہلے پہلے واپس قادیان پہنچ سکیگا۔ مگر

عرفت ربی بفسخ العزائم

اللہ تعالیٰ کی مشیت اور علم سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ انسانی تدابیر اور منصوبے سب ہیچ ہیں۔ ایک معمولی سا سفر باوجود پوری آزادی اور خواہش کے اپنے تجویز کردہ ایام میں پورا نہ کر سکا اور ۲۴ دسمبر سے پہلے پہلے پہنچنے کا خواہشمند ۷ جنوری ۱۹۱۳ء کو دارالامان پہنچا۔ اس ڈیڑھ مہینہ کی غیر حاضری میں اپنے ناظرین اور اخباری دنیا سے قریباً علیحدہ رہا۔ اس عرصہ میں جن بزرگوں کے خطوط کا جواب یا ارشادات کی تعمیل سے میں قاصر رہا اس کے لئے اپنے فیاض فطرت ناظرین سے معافی چاہتا ہوں۔

بعض احباب محبت پوچھینگے کہ میں نے یہ سفر کیوں کیا؟ اور کیا دیکھا؟ اس کے جواب کے لئے انہیں کچھ دنوں خاموش رہنا چاہئے مجھے خدا نے ایک غور کرنے والا دل دماغ عطا فرمایا ہے اور میں کبھی آنکھ بند کرکے سفر کرنے کا عادی نہیں ہوں بلکہ ہمیشہ آنکھ کھُلی رکھ کر سفر کرتا ہوں اس لئے میں نے جو کچھ دیکھا اور جس نقطۂ خیال سے دیکھا اپنے ناظرین کو بھی خدا کے فضل سے دکھلانے کی کوشش کروں گا۔

میری غیر حاضری میں میرے مکرم بھائی قاضی اکمل صاحب نے (باوجود اپنے اُن فرائض کے بار کے جو بہ حیثیت ایڈیٹر و منیجر تشحیذ ان کے نازک کندھوں پر ہے) الحکم کی جو قلمی مدد کی ہے میں اس کا دلی شکر گذار ہوں۔ ایسا ہی ان احباب کی مالی امداد کے لئے بھی شکر گذاری کا جوش پاتا ہوں۔ جنہوں نے الحکم کے بقا اور استحکام کے پاک خیال سے اس کی واجب الادا یا پیشگی قیمت ادا کی۔

پھر میں اسی خوشی کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ میری غیر حاضری میں ہیچمیرز ایڈیٹر الحکم کے بچہ محمود احمد نے باوجود اپنے تعلیمی مشاغل کے الحکم کی روانگی اور دفتر کے ضروری کاموں کو سرانجام دینے میں ہمت اور مستعدی سے کام لیا۔ جس کو دیکھ کر میرا سر خدا تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے کہ اُس نے ایڈیٹر الحکم کو ایسے سرپرست ایسے دوست عطا کئے ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس نے اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ہاں محض فضل سے الحکم کا کام اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے ایک بچہ کو تیار کر دیا مجھے یہ معلوم کر کے بہت بڑی خوشی ہوئی کہ محمود احمد نے اپنے طرزِ عمل اور جوش خدمت دین سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ ایڈیٹر الحکم کی کرسی سنبھالنے کے لئے حضرت امام کی پاک دعاؤں کے ماتحت ترقی کر رہا ہے اور میری غیر حاضری میں احباب کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ ایڈیٹر الحکم قادیان سے غیر حاضر ہے۔ میری یہ عین آرزو اور دلی تمنا ہے کہ میرے بچے خدمتِ دین میں بڑھیں اور پھولیں۔ محمود اپنے آقا سیدنا حاجی محمود کا ادنیٰ خادم ہے ایک ادنیٰ شاگرد ہے اس کی دعائیں اسے اگر میرے لئے قرۃ العین بنانے میں مدد دیں تو کیا بعید!

الحکم کے ناظرین محمود کے لکھے ہوئے مضامین اس کی تقریریں سُن چکے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ وہ خدمت دین کے لئے محرّر ہے۔ پس وہ اپنے اس خادم کے لئے خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے چشم بدبین سے بچائے۔ اور حضرت امیر المومنین کے ظل عاطفت میں اسے اپنی دینی تعلیم اور علمی تکمیل کا موقعہ دے آمین۔ پس میں اپنے اس بچہ کا بھی شکر گذار ہوں کہ اس نے میری غیر حاضری میں میرا کام اپنے ہاتھ میں لیکر میری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ اسے بیش از بیش توفیق دے آمین!

الغرض میں نے اخبار کا چارج لے لیا ہے اور خدا کے فضل اور توفیق سے جو خدمت مجھ سے ہو سکے گی۔ اس کے کرنے کے لئے پھر کمربستہ ہوتا ہوں اور اللہ ہی کی توفیق چاہتا ہوں۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

اولوالعزم سیدنا محمود کی پہلی تقریر

حضرت سیدنا صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے بارے میں حضرت امیر المومنین نے جماعت کو ارشاد فرمایا کہ مسجد نور میں صلوٰۃ الحاجۃ پڑھکر دعا مانگیں۔ دعا کے بعد آپ نے ۱۴ جنوری ۱۹۱۳ء کو جو پہلی تقریر فرمائی۔ اسے سب سے پہلے ناظرین الحکم تک پہنچانے کی عزت حاصل کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر۔

میں نے سفر میں جو کچھ دیکھا ہے اُس کا خلاصہ وہی کچھ ہے۔ جو نماز میں موجود ہے۔ نماز میں انسان کبھی اُٹھتا ہے۔ کبھی بیٹھتا ہے۔ کبھی جھکتا ہے۔ کبھی ٹھوڈی کے بل گر پڑتا ہے۔ لیکن ان سب مختلف حالتوں میں ایک ہی کلمہ زبان پر ہوتا ہے یعنی اللہ اکبر۔ اسی طرح جس قدر حالات انسان پر گذرتے ہیں رنج و راحت عسر و یسر کے سب کا نتیجہ یہی ہے کہ اللہ اکبر اللہ کے سوا کسی کو بڑائی نہیں۔ اللہ کے سوا کسی کو کبریائی نہیں۔ اور انسان ایک کمزور۔ ضعیف اور ناتوان ہستی ہے

میں نے مصر کے سفر کے لئے ایک ماہ اول استخارہ شروع کیا۔ حج کا خیال بھی تھا مگر حسرت کے طور پر۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ لوگوں کی مخالفت اس راہ میں ہمارے لئے امن نہیں رہنے دیگی۔ اور مصر جانے کی یہ وجہ تھی۔ کہ میں ان لوگوں کے لئے جو عربی زبان سیکھنا چاہتے ہیں۔ کوئی مقام دیکھوں۔ جہاں فرزہ کر بہت جلد فارغ التحصیل ہو سکیں استخارہ کے بعد سنت کے مطابق میں نے اسباب کو جمع کرنا شروع کیا۔ پاسپورٹ کا معاملہ دو مہینے تک تاخیر و تعویق میں پڑا رہا۔ پھر بمبئی پہنچے تو عرب صاحب کے متعلق ایسی بات پیش آگئی۔ جس سے مجھے جہاز میں سوار ہونے کے بعد اترنا پڑا۔ اس وقت بھی یہی سبق پڑھا کہ اللہ اکبر۔ ہمیں ۱۵ دن ٹھہرنا پڑا۔

پورٹ سعید پہنچے وہاں گاڑی کا پتہ لیا۔ اسباب اُٹھانے والے کو بھی کہدیا کہ فلاں وقت آجانا۔ لیکن میں نے رات کو خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں۔ کہ حج کو چلے جاؤ۔ ورنہ پھر جگہ نہیں ملیگی۔ ٹکٹ بھی لے چکے تھے اور اس پر جہاز کا نام نہیں تھا۔ ہم جس جہاز پر جاتے جگہ نہ ہوتی۔ آخر تیسرے جہاز پر جگہ ملی۔ اور اس طرح پر میں قاہرہ نہ جا سکا۔ حالانکہ وہاں سے پانچ گھنٹہ کا راستہ تھا۔ اس کا نتیجہ بھی میں یہی سمجھا کہ اللہ اکبر۔ خدا ہی بڑا ہے۔ جو چاہے کرتا ہے۔ دیکھو اس نے مجھے کس تدبیر سے مکہ میں پہنچایا۔ ابھی وہاں بھی خیال تھا کہ مصر جا سکیں گے۔ مگر معلوم ہوا کہ حج کے بعد ۴ ماہ تک مصر میں داخل نہیں ہو سکتے میں اپنے سفر میں ایک دنیوی غرض بھی رکھتا تھا۔ اگرچہ وہ بھی دین ہی کے لئے تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے میرے سفر کو محض دینی اور حج کے لئے بنانا چاہتا تھا۔ پس اس نے مجھے ایسی تدبیر سے مکہ پہنچا دیا کہ جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ اس وقت بار بار یہ شعر میری زبان پر آتا تھا ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

پھر مکہ سے واپسی کے وقت ہم نے بہت کوشش کی کہ جلسہ پر پہنچ جائیں مگر ہمارے پہنچنے تک باوجود کمپنی کے ایجنٹ کے اطمینان دلانے کے چار جہاز جا چکے تھے۔ ۲۵ دن ٹھہرنے کے بعد جہاز ملا۔ ہم نے یہ کوشش بھی کی کہ عدن سے کوئی جہاز مل جائے اور جلسہ پہنچیں لیکن ایسا کوئی جہاز نہیں مل سکا۔ ایک جہاز کا انتظار تھا کہ اگر وہ مل جاتا تو جلسہ پر پہنچ سکتے تھے مگر وہ عدن سے ذرا آگے نکل کر لوٹ گیا۔ وہ جہاز کسی صدمہ سے خراب ہو چکا تھا ایک اور جہاز تھا کسی نے ہمارے ایک دوست سے کہا۔ ملازموں میں نام لکھوا کر اس پر سوار ہو لیں مگر ہمارے اس دوست نے پسند نہ کیا ایسی ایسی تمام باتوں سے میں تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ اکبر۔ اللہ ہی بڑا ہے انسان کی کیا ہستی ہے۔ اور یہ کس برتے پر اتنے بڑے بڑے دعوے کرتا ہے۔ ہمارے مولوی صاحب (خلیفۃ المسیح) کو استاد نے ایک نصیحت دی تھی کہ خدا نہ بننا اور اس کی تشریح فرمائی کہ کبھی یہ گمان نہ کرنا کہ جو کچھ میں چاہوں وہی ہو جائے

لفعل مالیشاء محکمہ ما یرید تو خدا کی شان ہے میرے اس بیان سے یہ نہ سمجھو کہ مجھے خدانخواستہ کوئی ناکامی ہوئی میں تو خدا کے فضلوں کا ذکر کر رہا ہوں کس طرح اس نے میری ادنیٰ آرزوؤں کو اعلیٰ مدارج و اولیٰ انعامات سے بدل دیا اور اپنی کبریائی کا ثبوت دیا۔ کسی بات کو میری تدبیر پر نہ رہنے دیا بلکہ اپنی حکمت بالغہ سے خود میرا متکفل ہوا اور جو میرے لئے بہتر جانا وہ کیا فالحمد للہ علی ذالک

اس سفر میں تبلیغ کے کام سے میں غافل نہیں ہوا ہر ایک اور مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ میرے بڑے بڑے مباحثات ہوئے اور میں نے ہمیشہ اپنے سلسلہ کو پیش کیا اور خدا کے فضل سے مظفر و منصور ہوا اور یہ ثابت ہوا کہ اللہ اکبر کیونکہ ایسے سوالات پیش آئے کہ جو سنے نہ تھے۔ ان کے جوابات بھی خدا ہی کے فضل سے سمجھائے گئے تب میں تو اسی نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ اکبر۔ ایک دہریہ نے مجھے کہا۔ پیر جماعت علیشاہ نے تمہارے مرزا کی نسبت ایک دن پہلے کہدیا کہ مر جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اگر پیشگوئیاں نشان صداقت ہیں تو وہ کیوں سچا نہیں۔ اسوقت اسے جھٹلانا میں نے بعض وجوہات سے مناسب نہ جانا کیونکہ میں خود اس جلسہ میں موجود نہ تھا اس لئے بغیر علم کے کسی کو جھٹلانا میں نے خلاف تقویٰ جانا اس لئے اسے ایک اور جواب دیا جو مجھے اللہ نے سمجھایا وہ یہ کہ حضرت اقدس کے بارے میں دعوے کے بعد ہمیشہ پیشگوئیاں ہوتی رہتی تھیں کہ اب مر جائیگا اب مر جائیگا اس لئے ان کی وفات جب کبھی بھی ہوتی آخر کسی نہ کسی کی پیشگوئی کے بعد ہی ہوئی تھی۔ برخلاف اس کے حضرت اقدس نے جن لوگوں کے بارے میں موت کی پیشگوئیاں وحی ربانی سے کیں ان کی نسبت دوسرے لوگوں میں سے کسی نے پیشگوئی نہیں کی کہ یہ اس مہینے یا دن یا سال مر جائیگا

یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی اور اس نے اپنے اعتراض کو واپس لے لیا۔

(۲) ایک اور شخص تھا اس نے مجھ پر اعتراض کیا کہ حدیث میں ہے ہر زمانے میں ایسی جماعت موجود رہیگی جو حق پر قائم رہیگی اور وہ ناجی ہو گی۔ آپ ایسے فرقہ یا ایسی جماعت قائم علی الحق کا پتہ دیں جو وفات مسیح کے عقیدہ پر قائم چلی آئی ہو کیونکہ مسیح کو اب تک بایں صفات زندہ ماننا تو شرک ہے میں نے اسے جواب دیا کہ ہم غیر احمدی کو جو غیر ناجی کہتے ہیں تو نہ اس لئے کہ وہ مسیح ابن مریم کو زندہ مانتا ہے بلکہ اس لئے کہ **مسیح ایک خدا کا نبی آیا اور وہ ایمان نہ لایا اور منکر رہا**

یہ جواب جو مجھے اس وقت سمجھائے گئے ان کا نتیجہ بھی میں یہی سمجھتا ہوں کہ اللہ اکبر۔ پھر سنو بیت اللہ کو جب میں نے دیکھا تو بہت بہت دعائیں سوچیں کہ میں یوں دعا کرونگا پھر یوں کرونگا۔ لیکن جب میں پہنچا تو مجھ پر ایسے وجد کی حالت طاری ہوئی کہ مجھے سب کچھ بھول گیا اور کوئی دعا یاد نہ آتی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کی لاش سامنے پڑی ہے اور ایک مریض جاں بہ لب دم توڑ رہا ہے آخر میں دعا کی طرف متوجہ ہوا تو ایک دوست کا نام بے اختیار میری زبان پر آیا اور بار بار آیا۔ میں نے بڑا بڑا زور لگا کر دوسرے ناموں کو یاد کیا مگر زبان پر وہی نام آجاتا تھا جس پر میں ارادہ الٰہی کو پا گیا کہ وہ اس دوست کے لئے بہت سی دعائیں مجھ سے کرانا چاہتا ہے اس واقعہ سے بھی یہی نتیجہ نکالتا ہوں کہ دعا کی توفیق بھی خدا ہی سے عطا ہوتی ہے دھو اللہ اکبر

میں نے اس سفر میں جو کچھ دیکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت موجودہ ان کے افعال و اعمال و اقوال دیکھ کر ایک مریض جان بلب کی شکل سامنے آجاتی ہے جو تنہا کسی جنگل میں دم توڑ رہا ہے بڑے بڑے علماء و فضلاء سے گفتگو کر کے دیکھا ہے کہ ان کے دل اسلام کی محبت سے خالی ہیں جب میں نے ان کو اسطرف متوجہ کیا کہ اسلام میں اتحاد کی ضرورت ہے تو بعضوں نے کہا یہ ممکن ہی نہیں۔ حالانکہ یہ نظارہ ان کے سامنے تھا کہ سنی شیعہ و دیگر مختلف فرقہائے اسلام باوجود اختلاف خیالات کے ایک خانہ کعبہ کے گرد گھوم رہے ہیں اور حجر اسود کو چوم رہے ہیں تو کیا ایک **زندہ کعبہ** کے گرد ان کا گھومنا ناممکن ہے ہمارے مسیح موعود کو وحی نازل ہوئی تھی کہ تو حجر اسود ہے پس اتفاق و اتحاد کی راہ تو کھلی ہے اور نظیر بھی موجود ہے کہ مختلف قسم کے خیالات رکھنے والے کس طرح آپس میں متحد و متفق ہو گئے۔

پس بار بار میرے دل میں جوش اٹھا کہ کیوں نہ اس شخص مسیح موعود کی تعلیم پھیلانے میں تمام فرقہائے اسلام ایک ہو جائیں۔ اس نے اپنی تعلیم کو ایسا مدلل پیش کیا ہے کہ کوئی خدا ترس فہیم صاحب ذوق سلیم اس سے انکار کر ہی نہیں سکتا۔

ایک دہریہ نے مجھ سے شکایت کی کہ ہم کسی مولوی سے کوئی مسئلہ پوچھتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ اس کی دلیل بھی چاہتے ہیں تو وہ ہمیں صرف یہی جوابدیتے ہیں کہ تم کافر ہو! میں نے کہا کہ ہمارے مرشد نے تو شرط لگا دی ہے کہ **تم کوئی ایسی بات پیش نہ کرو جس کی تم دلیل نہ دے سکتے ہو۔ بلکہ جو دلیل دو وہ بھی قرآن مجید ہی سے** ہو۔ اس پر اس نے مجھ سے مختلف سوالات کئے اور میں نے قرآن مجید سے اس کا مدلل جواب دیا۔ غرض اس قسم کے کئی لوگوں سے مجھے سابقہ پڑا اور مجھ پر واضح ہو گیا کہ تمام مذاہب اسلام کی دشمنی پر کمربستہ ہیں اس کو مٹا دینا چاہتے ہیں کیونکہ ان کو خطرہ ہے کہ اگر اسلام بڑھ گیا تو پھر دنیا میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں اس میں تم اسلام کی ہتک نہ سمجھو بلکہ صرف اسی بات سے کہ مختلف مذاہب کے مشنری اسلام کے مٹانے کی فکر میں ہیں۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ **اسلام ایک سچا اور عظیم الشان** مذہب ہے۔ دیکھو بکری سے بکری نہیں ڈرتی۔ مگر بکری شیر سے ڈرتی ہے۔ اگر ہمارا مذہب دوسرے مذاہب جیسا بے حقیقت تھا تو ان کے لئے کوئی خطرہ کی بات نہ تھی لیکن دوسرے مذاہب تو ہمارے مذہب سے خوف کھاتے ہیں جس سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے مذہب میں کوئی خاص بات ہے۔ سو دوستو اسلام بیشک شیر ہے مگر یہ شیر آجکل مسلول اور مدقوق ہے۔ میں نے بچپن میں ایک کہانی سنی تھی کہ حضرت سلیمان وفات پا گئے مگر ان کے عصا کے سہارے مدت تک کھڑا رکھا اور ان کے رعب سے کاروبار سلطنت چلتا رہا اس کا موجودہ نظارہ اسلام کی موجودہ حالت میں میری نظروں کے سامنے آتا ہے اس کا رعب داب تو اب بھی قائم ہے مگر در اصل نہایت نازک حالت میں ہے۔ لیکن یہ نازک حالت تباہی کے لئے نہیں بلکہ جیسے کہ پیشگوئیوں سے ظاہر ہے اسلام کی **فتوحات کا زمانہ قریب ہے**۔ طوفان بیشک بہت بڑے جوش سے اٹھا ہے۔ اور اس طوفان میں جہاز خطرے میں ہے اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ سب لوگ اوپر آجائیں اور کام کریں یہ کام جبھی نتیجہ خیز ہو سکتا ہے کہ نوح وقت کی ہدایات کی ماتحت ہو

جو مسافر یہ گمان کریگا کہ ابھی میرے سیٹ میں پانی نہیں پھر! وہ غلطی پر ہے یہ فارغ بیٹھنے کا وقت نہیں بلکہ کام کرنیکا وقت ہے۔ اٹھو! اٹھو! اور کام کرو ذلت کی زندگی سے **عزت کی موت بہت مبارک ہے** بجائے اس کے کہ ہمارے اندر گھر ہوں۔ تفرقے ہوں اور ہم ذلیل ہوں بہتر ہے کہ بڑی بہادری کے ساتھ اپنا مال و متاع قربان کر کے گذر جائیں

اگر کسی بستی میں آگ لگ جائے اور ایک شخص یہ گمان کر کے اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ ابھی کونسی ہمارے گھر میں پہنچی ہے تو وہ بیوقوف ہے تم اگر اپنے گھر کو آگ سے بچانا چاہتے ہو تو اپنے ہمسایہ کی آگ کو بجھاؤ کیونکہ اس کی سلامتی میں تمہاری سلامتی ہے اور اس کی ہلاکت

ممالک غیر میں تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

سنہ ۱۹۰۸ء میں ایڈیٹر الحکم نے صدر انجمن کے سامنے ایک تحریک رکھی تھی کہ انگلستان میں سردست ایک احمدیہ ایجنسی قائم کیجاوے اس ایجنسی کی ضرورت اس کے اخراجات کے مہیا کرنے کے لئے بعض اقتصادی تجاویز بھی پیش کی گئی تھیں مگر بعض وجوہات کے باعث مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ اس تحریک کا کیا حشر ہوا

سنہ ۱۹۰۹ء میں ایک ولائتی وفد کی تجویز مسٹر الگزنڈر رسل ویب صاحب کی تحریک پر پیش ہوئی۔ ایڈیٹر الحکم نے اپنے علم اور واقفیت کی بنا پر واقعات کی روشنی میں بتایا کہ ابھی وقت نہیں آیا کہ انگلستان میں کوئی تبلیغی وفد بھیجا جاوے مضامین کے اس سلسلہ نے قوم میں اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنیکا احساس پیدا کر دیا اور اسی سال کی احمدیہ کانفرنس میں یہ سوال پیش ہو کر قریباً انھیں وجوہات پر جو ایڈیٹر الحکم نے لکھی تھیں مسترد یا ملتوی ہو گیا اور قرار پایا کہ پہلے تین چار سال کا سرمایہ بہم پہنچانا ضروری ہے۔

میں جب اس ولائتی وفد کی مخالفت نہیں بلکہ قبل از وقت تجویز پر بحث کر رہا تھا تو بعض احباب کو سخت ناگوار معلوم ہوا۔ اور یہ ظاہر کیا گیا کہ گویا میں نعوذ باللہ یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ نے ایک بھی آدمی اس مقصد کے لئے طیار نہیں کیا بحالیکہ میرا طریق استدلال اور تھا۔ غرض اس وقت آنی مخالفت ہوئی لیکن کانفرنس نے عملی فیصلہ ایڈیٹر الحکم کے حق میں دیا۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں مینے "ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے پہلا قدم"، کے عنوان سے پھر اس تحریک کو پیش کیا جو سنہ ۱۹۰۸ء میں کی تھی اور یہ بتایا کہ ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے ہمکو قدم اٹھانا چاہئے اور اس کے ضمن میں یہ ظاہر کیا تھا کہ

"بہرحال ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے قدم اٹھانا ضروری ہے اور میری سمجھ میں اس کے لئے ایک آسان صورت آتی ہے اگر وہ مفید ہو سکے تو اس سے فائدہ اٹھایا جاوے والاخیر اس میں کوئی کلام نہیں کہ ایک مستقل مشن ولایت میں قائم کرنا بہت سے اخراجات کو چاہتا ہے لیکن اگر اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کسی قابل گریجویٹ کو ولایت میں وظیفہ دیکر تکمیل تعلیم کے لئے بھیجدیا جاوے اور وہاں اس کو سلسلہ کے ایجنٹ کی حیثیت سے رکھا جاوے تو تھوڑے خرچ پر سلسلہ کی اشاعت اور اشاعت کے آسان ذریعوں کا علم ہوتا رہیگا تجاویز اور تحریکات ابتداءً قیاسی اور خیالی امور ہوتے ہیں لیکن بالآخر ان تجاویز پر ہی عملی صورتیں نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہیں ولایت میں کسی گریجویٹ کا بھیجا جانا انشاءاللہ کسی صورت میں خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ جب تک وہ وہاں رہیگا سلسلہ کی اشاعت کسی نہ کسی رنگ میں کرتا رہیگا۔ پھر اسی سلسلہ میں لکھا تھا کہ وہاں رہکر وہ سلسلہ کے ایجنٹ کی حیثیت سے کچھ کام کرتا رہے اور اپنی تعلیم کے سلسلہ کو جاری رکھے۔ اس سے جہاں احمدی نوجوانوں کو رفتہ رفتہ انگلستان کی اعلیٰ تعلیم میں حصہ لینے کا موقع مل سکیگا اور وہ قوم کے لئے خدا کے فضل سے ایک مفید وجود بن سکیگا۔

وہاں وہ اپنے دوران قیام میں اپنی تقریروں تحریروں اور ملاقات کے ذریعے مستعد اور قابل طبیعتوں کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کا کام کریگا اور سلسلہ کیطرف سے جو ٹریکٹ اور رسالے شائع ہونگے ان کی تقسیم کا کام بھی اس سے لیا جاوے۔ اسطرح پر ولایت میں ہماری اپنی ایک ایجنسی قائم ہوسکیگی اور اس وقت تک کہ ایک **مستقل وفد** ولایت میں بھیجا جاوے یہ کام ایک حد تک ہو سکیگا۔ اور خدا کے فضل سے کیا بعید کہ بہت سی روحیں اس وفد کو لبیک اور خیر مقدم کہنے کو طیار ہوں"

یہ مختصر اقتباس ہے ان تحریروں کا جو اس موضوع پر پہلے شائع کی تھیں ہر چند اس وقت اس تحریک کو جہاں بعض احباب نے نہایت عزت کی نظر سے دیکھا وہاں بعض نے غیر ضروری سمجھا لیکن خدا تعالیٰ نے سنہ ۱۹۱۲ء کے آخر میں کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ خواجہ صاحب کو ولایت پہنچا دیا

خواجہ صاحب نے یہاں سے جاتے وقت جن اغراض سفر کا اظہار کیا تھا ان میں انھوں نے بڑی غرض یہی ظاہر کی تھی کہ وہ اشاعت اسلام اور تبلیغ کے طریقوں کو معلوم کرنے جا رہے ہیں۔ کئی مہینے کے قیام انگلستان کے بعد وہ جن نتیجوں پر پہنچے ہیں اس کو انھوں نے اپنی سالانہ جلسہ کی تقریر میں ظاہر کیا ہے اور قوم کے سامنے ایک تجویز انھوں نے رکھی ہے

انکے اس سفر نے اس تجویز یا تحریک کو جو آج سے چار سال پیشتر میں نے پیش کی تھی اور پھر سنہ ۱۹۱۰ء میں جس کی تجدید کی تھی عملی لباس پہنا دیا وہاں جاکر خواجہ صاحب نے ملاقاتوں کے سلسلہ کو بڑھایا اور جمعہ کے خطبات میں تبلیغ کا کام شروع کیا۔ میں پرائیوٹ ملاقاتوں کو تبلیغ کے لئے مفید اور موثر سمجھتا ہوں اس لئے کہ ایسے اوقات میں انسان محض بالطبع تعصب اور عناد کی کدورتوں سے پاک ہوتا ہے غرض اسطرح پر وہ تجویز عملی رنگ میں آگئی اب وہاں جاکر خواجہ صاحب نے محسوس کیا ہے کہ وہاں سے ایک مستقل رسالہ **اشاعت اسلام** کے لئے نکالا جاوے اور اس کام میں ان کی مدد کے لئے مولوی محمد علی صاحب اور مولوی شیر علی صاحب بھی وہاں چلے جاویں۔ یہ تجویز سالانہ جلسہ پر پیش ہوئی مگر افسوس ہے کہ اس کے متعلق کوئی نتیجہ خیز بات ابھی تک پیدا نہیں ہوئی لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا الحکم نے چونکہ اس تحریک کو سب سے اول پیش کیا تھا اس لئے وہ اس کے متعلق ضروری پہلوؤں پر بحث کر کے قوم کو اسپر غور کرنے کی تحریک کرتا ہے

ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب نے ولایت جاکر اس ضرورت کو بھی محسوس کر لیا ہے کہ تبلیغ اسلام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت و رسالت کو پیش کرنا ہی کامیابی کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ولایت کے ایک اخبار میں جو مضمون ٹرکی کے لئے فتح بعد از شکست کے عنوان سے لکھا ہے اس میں بڑے زور سے احمد نبی علیہ السلام کی نبوت کو پیش کیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہی ایک طریق ہے جس سے مادیت اور دہریت کی خطرناک یورش میں ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اس ہتھیار کو لیکر جب تک ہم میدان میں نہیں آتے کچھ بھی نہیں ہو سکتا

اسلام کی کامیابی اسلام کی صداقت احمد قادیانی کی نبوت کے اندر مخفی ہے یہی وجہ ہے کہ جب وطن نے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کے لئے ایک سمجھوتہ کرنے چاہا تھا کہ سلسلہ کا ذکر اس میں نہ ہو تو حضرت مسیح موعود نے سخت نفرت کی نظر سے تجویز کو دیکھا تھا اور جناب مولوی محمد علی صاحب نے وطن کی پیش کردہ تجاویز کو کراہت کے ساتھ رد کر دیا تھا کہ رسالہ میں حضرت کا ذکر نہ ہو۔ اس وقت اسلام کا محبوب چہرہ اسی محبوب کے ذکر سے دکھایا جا سکتا ہے۔ غرض یہ تو ایک ضمنی بات تھی خواجہ صاحب نے انگلستان میں تبلیغ کے لئے اسی ذریعہ کو اختیار کیا ہے جس پر مادہ پرست غالب نہیں آسکتے۔ اور وہ احمد نبی کی نبوت کی تحدی ہے چنانچہ اس پیام میں بھی انھوں نے لکھا ہے کہ

کل دنیا کی روحانی فتح احمد مرسل کے نام لیوؤں کے ہاتھ ہے

پس اس نبوت اور رسالت کو دنیا کے سامنے پیش کرو جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو منوانے کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ احمدیت کی دعوت اور شان بعثت پر مزید غور کی ضرورت ہے۔ جو تجویز خواجہ صاحب نے پیش کی ہے وہ قوم کی توجہ اور غور کے قابل ہے۔ خواجہ صاحب

کے انگلستان کے قیام کے حالات مختصراً لکھتے ہوئے میرے مکرم بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ظاہر کیا ہے کہ لنڈن کے اخبارات مذہبی مضامین کو درج کرنا اپنے شعار کے خلاف بتاتے ہیں ایسی حالتمیں جبکہ خواجہ صاحب کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے اپنے مضامین کے لئے سردست ایک رسالہ سے کسیقدر معاوضہ دیکر انتظام کیا ہے یہ معاوضہ بہت تھوڑا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے بالآخر ایسا سمجھوتہ کرنے کی غالباً اجازت دیدی ہے لیکن اگر ہم ولایت سے ایک رسالہ کے اجرا کے ضرورت کو محسوس کرلیں تو شاید زیادہ مفید ہو۔

ہاں جب تک ایسا انتظام کرنے کے ہم قابل نہیں ہو سکتے معاوضہ پر مضامین کی اشاعت ایک تحریک پیدا کرنے کا ذریعہ ہو سکتی ہے ایسی حالت میں اس سوال پر بھی ہمیں غور کرنی چاہیئے کہ ریویو آف ریلیجنز کی جسقدر کاپیاں مفت شائع کیجاتی ہیں اگر اس سلسلہ کو کسی دوسرے طریق پر بدل دیا جاوے اور وہ روپیہ بھی اس قسم کے اغراض میں خرچ کردیا جاوے تو ولایت میں اشاعت کا سلسلہ زیادہ وسیع ہو سکتا ہے

علاوہ بریں چونکہ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت کا کام بھی عنقریب پیش ہونے والا ہے اور اس کی طبع اور اشاعت کے لئے بہرحال لنڈن جانا ضروری ہوگا۔ اس لئے :- ابھی سے اس سوال پر غور کرنا چاہئے اور اس تجویز کو ولایت سے مستقل رسالہ کے اجرا کی تجویز سے ملا کر اگر سوچا جاوے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

میں نے اس سوال کو غور و فکر کے لئے قوم کے سامنے رکھدیا ہے اہل الرائے بزرگ اس کے مختلف پہلوؤں پر رائے زنی کر کے اس کو صاف طور پر حل کریں ؛

انجمن احمدیہ مونگیر کا ہاتھ بٹاؤ

انجمن احمدیہ مونگیر صوبہ بہار میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک زندہ اور کارکن جماعت ہے۔ انجمن مذکور نے گذشتہ سالوں میں تبلیغ سلسلہ کے لئے جن مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا ہے وہ ایک دردانگیز داستاں ہے ہر قسم کے ابتلا اس چھوٹی سی جماعت پر آئے مگر انھوں نے محض خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے ان کو برداشت کیا انجمن مذکور کے کارکن اور مستعد سکرٹری حکیم خلیل احمد صاحب کے سامنے ہر قسم کے لالچ اور خوف رکھے گئے مگر انھوں نے پورے صدق اور وفا سے قدم آگے بڑھایا۔ سال گذشتہ کے مباحثوں میں انجمن کے مٹھی بھر آدمیوں نے ہزار سے زیادہ روپیہ خرچ کیا اور اس وقت تک کوئی کتاب کوئی رسالہ یا اشتہار فریق مخالف کی طرف سے نہیں نکلا جس کا جواب انجمن مذکور نے نہ دیا ہو۔

مونگیر میں میں نے خود جا کر دیکھا کہ مخالفین نہایت شدت اور سختی کے ساتھ جماعت کو ہر قسم کے دکھ دیتے۔ ان کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں مگر وہ اللہ کے بندے صبر اور شکر کے ساتھ قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔

اب کئی مہینوں سے انجمن ایک مسجد کے مقدمہ کی پیروی کر رہی ہے

مسجد کا مقدمہ ہر چند ایک مقامی مقدمہ ہو سکتا ہے مگر اصولی طور پر یہ کام کل جماعت کے کرنیکا ہے انجمن احمدیہ مونگیر اپنی بساط کے موافق بڑے جوش اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہے مگر فریق ثانی کی طاقت بہت بڑھی ہوئی ہے اور غریب انجمن قانونی مدد کے لئے اپنے فنڈز کو نہایت کمزور پاتی ہے اس لئے تمام انجمنوں کا یہ فرض ہے کہ اس موقعہ پر وہ انجمن احمدیہ مونگیر کی مدد کریں اور کم از کم اگر ہر ایک انجمن دس دس روپیہ اس غرض کے لئے انجمن احمدیہ مونگیر کو بھیجدے تو یہ بڑے ثواب کا کام ہوگا۔

میں نے سردست مختصر الفاظ میں اس ضرورت کو قوم کے سامنے رکھدیا ہے قوم کا فرض ہے کہ وہ اس کے احساس کے لئے اپنے سینوں کو کھولدے جو صاحب اس غرض کے لئے کوئی روپیہ بھیجیں وہ حکیم خلیل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر محلہ دلاورپور کے نام سے بھیجدیں وہ باقاعدہ حساب شائع کرتے رہینگے۔ وباللہ التوفیق

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مع اہلبیت الحمد للہ بخیریت ہیں تبلیغ قرآن کریم اور اصلاح قوم کے کام میں از بس مصروف ہیں آپ کی توجہ یوماً فیوماً قوم کی عملی حالت کی اصلاح کی طرف بڑھ رہی ہے۔ خدا کرے کہ آپ کی مساعی جمیلہ اور عقد ہمت سے وہ بات پیدا ہو جس کی تڑپ مشیت ایزدی نے آپ کے دل میں پیدا کردی ہے

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور خواہش کے ماتحت اپنے سفر پر ایک خاص لیکچر دیا جو الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شائع ہوسکیگا حضرت ام المومنین نے ۲۶۔ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کو حضرت صاحبزادہ صاحب کے مع الخیر واپسی پر ایک خاص دعوت دی

(۳) حضرت فاضل امروہی ۲۷۔ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کو امروہہ واپس تشریف لے گئے ؛

(۴) مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلبا، سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے لئے گورداسپور تشریف لے گئے ہیں مدرسہ تعلیم الاسلام کے اندرونی انتظام اور اصلاح کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح ناظمین مدرسہ کو خصوصاً توجہ دلا رہے ہیں اخلاقی بھلائی اور بہتری کو آپ مدرسے کے بہترین نتائج سمجھتے ہیں اور فی الحقیقت ہمارے مدرسہ میں جو امر امتیازی رنگ رکھ سکتا ہے اور رکھنا چاہئے وہ طلبہ کی اخلاقی کامیابی ہے۔ ورنہ محض تعلیم کوئی چیز نہیں اور وہ آرین سکولوں میں ایسی عمدہ ہو رہی ہے کہ پنجاب کے سکول ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے :-

(۵) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے دینیات اور عربی لٹریچر کی تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور شروع کی ہے۔ صاحبزادہ صاحب خدمت دین اور اشاعت سلسلہ کے لئے طیار ہو رہے ہیں اللھم ایدہ ووفق۔

اطلاع

(۱) میری غیر حاضری کیوجہ سے مطبع اور دفتر روانگی اخبار کے متعلق جو بدنظمیاں واقع ہوئی ہیں ان کی اصلاح کے لئے میں کوشش کر رہا ہوں اور کام کو آپ ٹو ڈیٹ بنانے کے لئے شاید اگلا پرچہ بھی بےوقت شائع ہو مگر انشاء اللہ العزیز فروری کے دوسرے نمبر سے الحکم کی اشاعت اپنے وقت پر ہوسکیگی وباللہ التوفیق

(۲) جن خریداران الحکم کے ذمہ پچھلے سال کا بقایا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کے ذمہ اس سے بھی پہلے کا بقایا ہے وہ اپنے ذمگی مطالبات کو ادا کرنے کے لئے کوشش کریں اور مطبع کے مرسلہ وی پی وصول کریں۔ یا آئندہ اخبار نہیں لینا چاہتے تو بذریعہ کارڈ اطلاع دیں ؛

ضرورت

ایک ایسے احمدی نوجوان کی ضرورت ہے جو ایڈیٹری کا کام سیکھنا چاہتا ہو کم از کم انٹرینس پاس ہو اور قرآن مجید کا ترجمہ جانتا ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے باخبر ہو دفتر کے کام سے واقف ہو۔ تنخواہ سردست ؏ ملیگی

درخواستیں بنام ایڈیٹر الحکم قادیان آنی چاہئیں ؛

ہمارا ڈپٹی کمشنر پولٹیکل ایجنٹ ہوگیا

یہ خبر نہایت مسرت سے سُنی گئی ہے کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور معاملہ فہم نیکدل ڈپٹی کمشنر جناب میجر اے۔ سی الیٹ صاحب بہادر ریاست ہائے پھولکیاں اور بہاول پور کے پولٹیکل ایجنٹ مقرر ہوگئے ہیں۔ غالباً ۱۶۔ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء تک آپ اس جلیل القدر عہدہ کا چارج لینگے۔

میجر صاحب کا انتخاب اس عہدہ جلیلہ کے لئے بہترین انتخاب ہے اگرچہ ہماری آنکھیں میجر صاحب کو اپنی ہی کمشنری کا کمشنر دیکھنے کی خواہشمند تھیں مگر ریاست ہائے مذکور کا پولٹیکل ایجنٹ بھی ایک نہایت مدبر اور انتظامی روح اور قوت رکھنے والا تجربہ کار چاہیئے۔ اور پنجاب سولسروس میں میجر صاحب کی قابلیت کا دوسرا ممبر نظر نہیں آتا۔ اس لئے گورنمنٹ کا یہ انتخاب ہر طرح سے قابل تعریف اور لائق شکر گذاری ہے

میجر صاحب سر چارلس الیٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بنگال کے خلف الرشید ہیں۔ مرحوم سر چارلس الیٹ کی خدمات ایسی نہیں ہیں کہ کوئی انھیں بھول جاوے میجر صاحب اسی قابل اور مدبر باپ کے بیٹے ہیں اور اسطرح جو صائب تدبری اور دانشمندانہ حکومت ان کی فطرت میں ہے وہ رعایا کے جذبات اور اس کی خواہشوں کی فیاضی کے ساتھ پروا کرتے ہیں گورنمنٹ اور پبلک کے تعلقات کو نہایت عمدگی کے ساتھ مضبوط کرنے میں وہ کامیاب رہے ہیں اس لئے میں صدق دل سے ریاستہائے مذکور کی رعایا اور وہاں کے حکمرانوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اُنھوں نے بہترین آفیسر حاصل کیا ہے۔

صاحب موصوف نے اپنے شریفانہ برتاؤ سے اپنی رعایا کو ہمیشہ شکر گذاری کا موقعہ دیا ہے اس لئے یہ اُمید کرنا خدا کے فضل سے یقینی ہے کہ وہ اپنے کارناموں سے ریاستہائے مذکور میں کامیاب ہونگے گورداسپور کے ضلع میں میجر صاحب کیوجہ سے جو جو آسانیاں ہمیں حاصل ہوئی ہیں انھیں صراحت کے ساتھ پھر لکھنے کا ارادہ ہے۔ سردست میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بٹالہ کا جو ناگوار قضیہ شروع ہوا تھا اور جس کا مواد میجر صاحب کے زمانہ سے بہت عرصہ پہلے پک چکا تھا اس کو جس دانشمندی کے ساتھ آپ نے فرو کیا اور ہندو مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات کو جسطرح آپ نے مضبوط کیا وہ آپ کی قابلیت اور معاملہ فہمی کی ایک روشن دلیل ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ اس قضیہ کی بنیاد میجر صاحب سے بہت عرصہ پہلے اندر ہی اندر شروع تھی مگر اس جوان ہمت اور بزرگ تدبیر نے اس کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا

ضلع گورداسپور کے پریس کے متعلق بھی ہمارے نیکدل ڈپٹی کمشنر کو کبھی کوئی شکایت کا موقعہ نہیں ملا۔ اور میں پریس کی طرف سے یہ کہنے کی جراءت کرتا ہوں کہ اُنھوں نے ہمیشہ اپنے ضلع کے اخبارات و رسالجات کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا ہے اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ یہ ترقی کریں آزادی پریس کی راہ میں جہاں بعض مقامات پر افسران ضلع کی طرف سے روڑا اٹکانے کی شکایات ہم اخبارات میں پڑھتے رہے وہاں گورداسپور کے پریس کو اپنے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا شکر گذار پایا اور وہ ان کے وجود کو اپنے لئے ایک خداداد نعمت اور برکت سمجھتا رہا ہے اگرچہ وہ ان کے ترقی یاب ہونے پر خوش ہے مگر ایسے محسن کے جدا ہونے کا قدرتی افسوس بھی ہے۔

بہرحال میجر صاحب کی یہ ترقی ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ جہاں رہیں عزت واقبال کے ساتھ رہیں۔ (آمین)

میجر صاحب بہادر کی اس ترقی پر ہر شخص کو خوشی ہے اور ان کی جدائی سے دل میں رنج ہے تاہم اس امید پر کہ وہ وقت خدا کے فضل سے آنے والا ہے کہ ہم میجر صاحب کو ڈپٹی کمشنری کا مستقل کمشنر دیکھ سکینگے اس لئے اس علیحدگی کو خوشی سے گوارا کرتے ہیں اس سلسلے میں میرا یہ کہنا نامناسب نہیں ہوسکتا کہ میں جناب ممدوح کو ضلع گورداسپور کے مستعد اور دیانتدار سپرنٹنڈنٹ بابو منور الدین صاحب کیطرف توجہ دلاؤں

میں نے ایک مرتبہ الحکم میں لکھا تھا کہ بابو منور الدین صاحب بی۔ اے صاحب ممدوح کا دایاں ہاتھ ہیں میجر صاحب مجھ سے بہت بہتر اپنے اہلکار کی قابلیتوں کو جان سکتے ہیں اور جانتے ہیں مگر میں کبھی کم و بیش ۱۸ سال سے اس نوجوان کو جانتا ہوں جو اپنی صاف گوئی بے رو رعایت پولیسی۔ دھڑہ بندیوں میں شامل نہونے کی عادت کیوجہ سے کبھی ان زمروں میں پسند نہیں کیا جاسکتا جو ہندو مسلمانوں میں تفرقہ اندازی اور حق پوشی کے لئے ہر جگہ ہوتے ہیں اس کی دیانتداری مسلمہ ہے اس کے کام کرنے کی قابلیت میجر صاحب کو خوب معلوم ہے۔ میں ذاتی علم سے جانتا ہوں کہ وہ ۱۸-۱۸ گھنٹہ کام کرکے نہ تھکنے والا ہے یہ ایک افسوسناک امر ہوگا اگر میجر صاحب جیسے فیاض طبع اور قدردان کے عہد میں یہ نوجوان اس سے آگے قدم اُٹھانے کے قابل نہ بنایا گیا افواہاً سنا جاتا ہے کہ غالباً بابو منور الدین صاحب میجر صاحب کے پرسنل اسسٹنٹ ہوکر ساتھ ہی تشریف لیجائیں گویہ جزافواہ کا رنگ رکھتی ہے مگر میجر صاحب کی قدردانی سے یہ بعید نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے کسی اہلکار کو آگے بڑھائیں۔

بہرحال میں حق پوشی کا جوابدہ ہونگا اگر میں میجر صاحب کو بابو منور الدین صاحب کی خدمات پر توجہ نہ دلاؤں وقت آگیا ہے کہ میجر صاحب کا ہاتھ اسے آگے بڑھائے اور دوسرے کام کرنے والوں کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہو میں نے محض امر واقعہ کے لئے یہ چند سطریں لکھ دی ہیں ورنہ میں جانتا ہوں کہ میجر صاحب کی قدردان اور شریف پرور طبیعت پہلے ہی سے اپنے خادم کی عزت افزائی کے لئے زبردست تحریک اپنے اندر رکھتی ہوگی۔

تاہم وہ لوگ جو قابل قدر انسانوں کی قدردانی دیکھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اس امر کے منتظر ہیں کہ میجر اے سی الیٹ صاحب بہادر کا زبردست ہاتھ ایک دیانتدار۔ محنتی اور قابل دھڑہ بندیوں کے اثر سے محفوظ اہلکار کو آگے بڑھانے میں قوی ثابت ہو۔

اس نوٹ کو ختم کرنے سے پہلے میں قادیان کی سڑک کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ہرچند میجر صاحب نے سڑک کے متعلق ایک یادداشت لکھدی ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ آپ ہی کے عہد میں شروع ہوجاوے گو اس کی تکمیل آپکے جانشین کے ہاتھ پر ہو اس لئے اپنے عہد کی یادگار کے طور پر اس کے متعلق احکام نافذ ہوجانے بیشمار مخلوق کی شکر گذاری اور دعاؤں کے محرک ہونگے۔

نوٹی فائڈ ایریا کمیٹیوں کے متعلق احکام قریباً نافذ ہوچکے ہیں مگر قادیان کی کمیٹی کے کسی ایک آدھ ممبر کو شوق ممبری باقی ہو تو اس کے شوق پر پبلک ضروریات اور عام خواہشیں قربان نہیں ہوسکتی ہیں اس لئے میجر صاحب اپنے عہد کی یادگاروں میں قادیان کی پبلک کو اس قید سے آزاد کرنے کی بھی خوشی حاصل کرینگے۔ صفائی وغیرہ کا انتظام آسانی سے ہوسکتا ہے

اس کے سوا اور بھی چند امور آپ کی توجہ کے لئے میں پیش کرنا چاہتا ہوں مگر انھیں کسی دوسرے وقت پر رکھتا ہوں آخر میں صدق دل سے میجر صاحب کو اس ترقی پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی اس عظیم ذمہ داری کے عہدہ کو امن اور سلامتی کے ساتھ لیں خدا کے فضل اور تائید سے نوع انسان کی بہتری اور بھلائی کے کاموں میں کامیاب ہوں۔

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ آخر تھانہ صدر بٹالہ میں بابو الطاف الرحمٰن صاحب سب انسپکٹر متعین ہوکر آگئے ہیں میں نے اس سے بہت عرصہ پہلے تھانہ صدر بٹالہ کی ضروریات اور کام کی اہمیت کو بتا کر افسران اعلیٰ کو توجہ دلائی تھی کہ یہاں بابو الطاف الرحمٰن جیسا سب انسپکٹر مقرر ہونا چاہیئے۔ آخر تجربہ نے افسروں کو بتا دیا کہ بٹالہ میں کسی ایسے آدمی کی ضرورت نہیں جو سازشوں کا شکار ہوسکے۔ بابو الطاف الرحمٰن ایک دیرینہ تجربہ کار اور صدر بٹالہ کے مفصل حالات سے آگاہ ہیں اُنھوں نے اپنے اخلاق اور دیانتداری سے رعایا کی مال جان اور آبرو کی حفاظت میں اپنے فرض کو شرافت سے سرانجام دیا ہے۔ یہ تقرر افسران

الفوائد العائدہ فی تفسیر آیۃ المائدہ

حضرت فاضل امروہی کا نام سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اپنی قابلیت اور علمی وسعت کے لحاظ سے شہرت یافتہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے میں آپ نے جن عظیم الشان قربانیوں کا نمونہ دکھایا وہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں آپ کی محبت اور وقعت یہانتک تھی کہ آپ کو ان فرشتوں میں سے ایک قرار دیتے تھے جن کے کندھے پر مسیح موعود کا نزول مقدر تھا۔ آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی بھی اسی طرح آپ کا احترام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فاضل موصوف کو قرآن مجید کے حقائق کا ایک خاص ذوق دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور آپ کے خطبات نہایت قدر و عزت سے سُنے جاتے تھے۔ سالہا سال کے بعد آپ نے اس سالانہ جلسہ پر ایک لطیف تقریر فرمائی ہے اس مہربانی کی وجہ سے جو حضرت فاضل کو الحکم کے ساتھ ہے آپ نے وہ تقریر الحکم میں اندراج کے لئے عطا فرمائی ہے جسکو میں نہایت عزت کے ساتھ درج کرتا ہوں (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللّٰھم الھمنی علمًا افقہ بہ اوامرک ونواھیک وارزقنی فہمًا اعلم بہ کیف اناجیک یا ارحم الراحمین۔ اللّٰھم ارزقنی فہم النبیین وحفظ المرسلین والھام الملٰئکۃ المقربین برحمتک یا ارحم الراحمین اللّٰھم اکرمنی بنور الفہم واخرجنی من ظلمات الوہم وافتح لی ابواب رحمتک وانشر علیّ من خزائن علمک یا ارحم الراحمین۔ آمین[1]

ثم اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم[2]۔ اذ قال الحواریون یا عیسیٰ ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین قالوا نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیھا من الشاھدین قال عیسیٰ ابن مریم اللّٰھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدًا لاولنا وآخرنا وآیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین قال اللہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابًا لا اعذبہ احدًا من العالمین (پارہ ۷ رکوع ۴)

یہ آیت کریمہ سورہ مائدہ کے آخر میں ہے۔ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں بہت کثرت کے ساتھ اقوال مختلفہ لکھے ہیں کسی نے تو حضرت عیسیٰ ہی کے

اقوال مختلفہ

وقت میں اس مائدہ مندرجہ آیت کا نزول اپنے زعم میں ثابت کیا ہے اور پھر اُس مائدہ کے بارہ میں اس قدر اقوال مختلفہ لکھے ہیں کہ مصداق ہیں ع شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا کے۔ اور بعض مفسرین نے حضرت عیسیٰ کے وقت میں عدم نزول مائدہ کا قسم ہائے غلیظ کھا کر انکار محض کیا ہے جیسا کہ امام حسن بصری و مجاہد رضی اللہ عنہما وغیرہ لکھتے ہیں کہ جب لوگوں نے ناشکری پر سخت عذاب آنے کی وعید سُنی تو پھر درخواست نہ کی[3] اس لئے مائدہ نہیں نازل ہوا کیونکہ اگر ہوتا تو اس سے نازل ہونیکا دن نصاریٰ میں عید کا دن ہو جاتا حالانکہ نہیں۔ قرآن شریف سے بھی صرف دعا کرنا ثابت ہے انتہیٰ اور تفسیر کشاف میں اُن کا یہ قول لکھا ہے عن الحسن واللہ ما نزلت ولو نزلت لکان عیدًا الیٰ یوم القیامۃ

غرض بوجوہات اس عدم نزول مائدہ کو ثابت کیا ہے ان اقوال مختلفہ مفسرین سے آیت کریمہ کی وہ عظمت و شان جو کلام الٰہی

عظمت شان آیتہ

کے لئے لازم ہے ضائع ہوئی جاتی ہے۔ ونعوذ باللہ منہ۔ غور فرمایا جاوے کہ اول تو اسی آیت کے مضمون ہدایت مشحون کی وجہ سے اس سورت کا نام سورہ مائدہ رکھا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سورت کے کل مضامین میں یہی ایک مضمون ایسا اصل الاصول اور عظیم الشان ہے کہ اس کی عظمت شان کی وجہ

وجہ التسمیہ

سے اس سورت کا نام بھی سورہ مائدہ رکھا گیا ہے ورنہ اس سورۃ میں صدہا احکام اور مضامین بیان فرمائے گئے ہیں۔ اگر یہ مضمون مائدہ کا اصل الاصول اور عظیم الشان نہ ہوتا تو کسی دوسرے مضمون کے ساتھ اس سورت کا نام رکھا جاتا پس معلوم ہوا کہ تمام احکام کا لب لباب اور اصل الاصول یہی مضمون مائدہ کا ہے۔ علاوہ یہ کہ قائلین نزول مائدہ کے اقوال نہ قرآن مجید سے ثابت ہیں نہ احادیث صحیحہ سے اور نہ دلائل عقلیہ سے بلکہ دلائل عقلیہ اُن اقوال کو رد کر رہے ہیں کہ ایسا معجزہ یعنی نزول خوان ظاہری من السماء حکمت ایمان بالغیب کے خلاف ہے۔ اور منکرین نزول مائدہ کے اقوال عظمت شان آیت اور اعجاز کلام الٰہی اور الفاظ تاکیدی مندرجہ آیت کو عبث اور لغو قرار دے رہے ہیں مثلاً لفظ اذ ہے جو اذ قال الحواریون میں ہے اُس کے پہلے لفظ اذکر مقدر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس قصہ کو یاد کرتے رہیں۔ پس جو امر کہ واقع ہی نہ ہوا ہو اور ایک فرضی بات ہو اُس کے یاد رکھنے سے کیا فائدہ۔ اور اگر واقع ہوا تو محض خلاف عقل کے اور نہ قرآن شریف میں اُس کی تصریح اور نہ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ پھر ایسے مضمون خلاف کے یاد رکھنے سے بجز اس کے اور کیا نتیجہ ہے کہ کلام الٰہی جو معجزہ عظیم الشان ہے عبث اور لغو ہوا جاتا ہے۔ ونعوذ باللہ منہ

واضح ہو کہ حواریوں نے اس معجزہ کی طلب میں چار امور یعنی اکل اطمینان قلب اور حصول علم صدق نبوت کا اور شاہد ہونا دوسروں کے لئے بطور نتیجہ بیان کئے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ نے اُن کے سوال پورا کرنے کے لئے اس معجزہ کے وقوع کے واسطے بلفظ اللّٰھم اور ربنا دعا بھی کی جو مقتضی ہے ربوبیت روحانی و جسمانی کو اور تمام اولین اور آخرین کے لئے عید قرار دیا ہے جو لفظ عود سے مشتق ہے اور اُس مائدہ کو ایک نشان عظیم الشان صداقت کا قرار دیا ہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا خیر الرازقین بھی ہونا بیان کیا جو مقتضی ہے نزول مائدہ ظاہری و روحانی کو۔ اور بعد اس دعا کے اللہ تعالیٰ نے بطور قبولیت دعا کے بڑی تاکید کے ساتھ انی منزلھا

---

[1] یا اللہ مجھکو وہ علم عنایت فرما جس سے تیرے حکموں کو اور نہی ممنوعات کو سمجھوں اور عطا کر مجھکو ایسا فہم جسے جان لوں میں تجھ سے مناجات کرنے کو اے سب رحم کرنیوالوں سے بڑے رحم کرنے والے یا اللہ عطا کر تو مجھ کو سمجھ نبیوں کی سی اور حفظ رسولوں کا سا اور الہام فرشتوں جیسا سبب رحمت اپنی کے اے ارحم الراحمین یا اللہ مجھ کو نور اکرام کر ساتھ نور فہم کے نکالدے مجھکو اندہیروں وہم سے اور کھولدے تو میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے اور پھیلا دے مجھپر اپنے علم کے خزانے میں سے یا ارحم الراحمین۔ آمین ❊

[2] پھر پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ کے شیطان مردود سے اور پھر یاد کرو جب کہا جو اُنھوں نے کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تمہارے پروردگار سے ہو سکیگا کہ اُتارے ہمپر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہا ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو کہا اُنھوں نے ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اُسمیں سے اور چین پاویں ہمارے دل اور ہم جانیں کہ تو نے ہم کو سچ بتایا اور ہوویں ہم اُسپر گواہ کہا عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ پروردگار ہمارے اُتار ہمپر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلوں اور پچھلوں کو اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہمکو اور تو ہی ہے سب سے بہتر روزی دینے والا ہے کہا اللہ نے میں اُتارنے والا ہوں وہ خوان تمپر جو کوئی ناشکری کرے تم میں اُس سے پیچھے تو میں اُسکو وہ عذاب کرونگا جو نہ کرونگا کسی کو جہان میں سے

[3] درخواست تو وہ کر چکے اور اللہ تعالیٰ انی منزلھا کہہ کر دعا عیسیٰ ابن مریم کو قبول فرما چکا ❊

بھی فرمایا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے الفاظ تاکیدی کسی امر غیر وقوع کے متعلق نہیں آسکتے۔ یا ایسے امر کے لئے جو خلاف عقل ہو اور نہ قرآن مجید اور احادیث میں اس کا ذکر ہو اور نہ اناجیل میں اس کی تصریح ہو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں کیا مذکور ہو سکتے ہیں کلّا وحاشا اور مزید براں یہ ہے کہ اناجیل وغیرہ میں بھی یہ قصہ مندرجہ قرآن مجید اور گفتگو حواریوں اور حضرت عیسیٰ کی کہیں مذکور نہیں مفسرین نے اپنے قیاس سے

یہ اناجیل میں مذکور نہیں

بعض واقعات مندرجہ اناجیل کو اس قصہ پر منطبق کرنا چاہا ہے جس کا پورا انطباق قصہ مندرجہ آیت کریمہ پر نہیں ہو سکتا اندریں صورت بھی یہ قصہ مندرجہ قرآن کریم براصل ثابت ہوا بلکہ کل مضامین صورت کا ہے اور اعظم التقاصد ہے مثل طوطا کہانی کے ہوا جاتا ہے۔ تعالیٰ شان کلامہ عن ذالک علوًا کبیرا!

یہ تو ظاہر ہے کہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیوں کو مصداق اس مائدہ کا قرار دینا جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے گو اُن سے کتنے ہی آدمی سیر ہو گئے ہوں ہرگز درست نہیں ہو سکتا کیونکہ نزول اس مائدہ کا اولین اور آخرین کے لئے قیامت تک کا عید ہونا حضرت عیسیٰ کی دعا میں مندرج ہے اور اسی دعا کی قبولیت بتاکید تمام انی منزلہا میں فرمائی گئی ہے کیونکہ ضمیر ہا کی اُسی مائدہ کیطرف رجوع ہوتی ہے جو موصوف ہے بصفات مذکورہ الفاظ دعا اور واقعہ انجیل یوحنا باب چھ کو جو اس مائدہ کا مصداق گردانا گیا ہے اُس میں مضمون مندرجہ الفاظ دعا حضرت عیسیٰ کے مذکور نہیں اور نہ الفاظ قبولیت دعا منجانب اللہ اُس میں مندرج ہیں اور جو مفسرین واسطے تطبیق الفاظ قرآنی کے من گھڑت قصے لکھتے ہیں وہ اناجیل اربعہ میں سے کسی انجیل میں مذکور نہیں ثانیاً اگر تسلیم کیا جاوے کہ واقعہ مندرجہ یوحنا باب ۶ یا کوئی دیگر قصہ اُس کا مصداق ہو تو پھر نہ کتب عیسائیوں میں روز نزول اس مائدہ کا عید قرار دینا مرقوم ہے اور نہ عیسائیوں متقدمین متاخرین نے اس نزول مائدہ کو عید قرار دیا۔ ثالثاً خود حضرت عیسیٰ کے ہی حیات میں بعد نزول اس مائدہ کے وہ کفر و انکار کیا گیا کہ الاماں الاماں۔ نظر کرو واقعہ صلیب پر کیونکہ واقعہ صلیب جو ایک بڑا کفر ہے وہ ۳۳ سنہ ء میں واقع ہوا ہے اور باب ۶ یوحنا کا واقعہ ۳۲ سنہ میں ہوا ہے باایں ہمہ عذاب موعود موافق وعید مندرجہ قرآن مجید کے اُن پر نازل نہیں ہوا ھٰذا خُلفٌ اور نہ بعد رفع یا توفی حضرت عیسیٰ کے آنحضرت صلعم تک کسی عیسائی مورخ نے نہیں لکھا ہے کہ کوئی عذاب موعود مندرجہ آیت مائدہ نازل ہوا جو واقعہ مندرجہ باب ۶ یوحنا کے

ا ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں ۲ برتر ہے شان کلام اللہ کی لغو سے نہایت برتر ہونا ہ

۳ یہ بالکل خلاف ہے ⁂

نتیجہ کفر کا مصداق ہو۔ اور نہ کسی اور مورخ غیر عیسائی نے لکھا ہے[۱] ہاں ہم جس مائدہ کو مصداق ان آیات کا قرار دینگے وہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے جس کا بیان ذیل میں انشاء اللہ تعالیٰ کیا جائیگا تو پھر اُس کے خلاف کسی کا قول یا کسی کی تفسیر مقبول نہیں ہو سکتی۔ جو کہتا ہے[۲] اذا جاء نھر اللہ بطل نھر معقل

حل سوال

ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کی دعا میں گو لفظ انزل کا ہے جو دفعتاً نزول پر دال ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے الفاظ قبولیت میں لفظ منزّل کا ہے جس میں نزول مکرر کی طرف اشارہ ہے۔ جو عید اولین و آخرین کے لئے شامل ہے ثانیاً لفظ من السماء کا ہے جس سے مراد مائدہ روحانی و جسمانی دونوں ہیں کیونکہ نعمتوں جسمانی کا نزول بھی آسمان سے ہے جو لیٹے محل پر ہم نے ثابت کر دیا۔ ثالثاً اُس مائدہ کا اولین و آخرین کے لئے عید ہونا یعنی موجب خوشی و خرمی کا مومنین کے لئے ہونا لازم ہے۔ رابعاً نشانات کا واقع ہونا بھی ضروری ہے جس کیطرف وایۃ منک ناظر ہے۔ خامساً رزق روحانی و جسمانی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونا چاہئے جو مقتضی صفت خیر الرازقین کا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی اُسی دعا کو بتمامہٖ قبول کر کر فرماتا ہے کہ انی منزلھا جو اسطرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ نزول مائدہ کا اولین و آخرین کے واسطے ضرور موجب خوشی و عید کا ہوتا رہیگا۔ سادساً علاوہ اس قبولیت دعا کے یہ ہوگا کہ بعد اس نزول مائدہ کے جو کوئی کفر و تکذیب اُس کی کریگا تو اُسپر ایسے عذابہائے شدید نازل ہونگے جو سابق ازمنہ میں کسی امت پر عالمین میں سے واقع نہوئے ہونگے ⁂

اب ہم اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ شریعت اسلام کو مائدہ کے ساتھ بڑی مناسبت اور مشابہت ہے۔ اور خود اس سورۃ کے مضامین میں بہت سی مناسبات ایسی مذکور ہیں جو مائدہ جسمانی میں پائی جاتی ہیں اس لئے ہم بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ مراد اللہ تعالیٰ کی اس مائدہ مندرجہ آیت سے شریعت اسلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اور نجماً نجماً حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین پر نازل فرمایا۔ پس تنزیل مائدہ جو انی منزلھا میں مندرج ہے ایک پیشین گوئی

[۱] اور جو عذاب نازل ہوئے ہیں ان کو اس کفر مائدہ پر کسی نے مترتب نہیں کیا ومن ادعیٰ فعلیہ البیان

[۲] معقل ایک نام صحابی کا ہے جو بصرہ کے انہار میں سے ایک نہر اس کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ حاصل مثل کا یہ ہے کہ امر اللہ کے مقابلہ میں کوئی شخص غالب نہیں ہو سکتا

عظیم الشان ہے جو بذریعہ آنحضرت صلعم کے پوری ہوئی اہل بصیرت پر ظاہر ہوگا کہ شریعت اسلام کو مائدہ قرار دینا کچھ مستبعد نہیں ہے خصوصاً جبکہ اُس میں کثرت سے مائدہ کیساتھ مناسبات موجود ہیں۔ دیکھو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے زمین کو بھی مائدہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے[۱]

ادیم زمیں سفرہ عام اوست ⁂ بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست
چناں پہن خوان کرم گسترد ⁂ کہ سیمرغ در قاف روزی خورد

بیان چند مناسبات کا

مناسبت اول اس صورت کے دلائل ہیں سید الطعام کے اقسام بیان فرمائے گئے ہیں جو نہایت درجہ مائدہ سے مناسبت رکھتے ہیں اور یہود نے جو اونٹ وغیرہ کا گوشت حرام کر رکھا تھا اُسکو بہیمۃ الانعام میں داخل فرما کر حلال کر دیا

مناسبت دوم

چونکہ یہ مائدہ روحانی و جسمانی دونوں قسم کو شامل تھا اس لئے جو لحوم روح اور جسم دونوں کو مضر تھے۔ خصوصاً روح انسانی کو سخت مضرت پہنچاتے تھے جن کو نصاریٰ نے حلال کر رکھا تھا اُن کو حرام فرما دیا۔ اور دیگر اوامر جو روح بلکہ جسم کے واسطے بھی مفید دارین تھے اور نواہی جو جسم اور روح دونوں کے لئے مضر تھے اُن کو بھی بخوبی بیان فرما دیا گیا تاکہ یہ مائدہ آسمانی کامل و مکمل ہو جاوے اور کسب اموال کے جو طریقے ناجائز تھے اور اموال مکسوبہ جو اُن طریقوں سے حاصل ہوتے ہیں اُن کا اکل بھی بنی آدم کے لئے سخت مضر تھا جیسا کہ خمر وغیرہ اُن کو بھی حرام فرما دیا اور احکام شکار کے جس سے کھانے طیار کئے جاتے ہیں وہ بھی اس سورت میں مذکور فرمائے گئے اور اُس کے طرق ناجائز بھی

مناسبت سوم

چونکہ یہ مائدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت عظیم الشان ہے اس لئے اس نعمت کا ایسا پورا اور کامل

[۱] اور خود حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء ارشاد فرماتے ہیں

مائدہ چیز نیست دیگر خشک نان چیزے دگر
خوردنی ہرگز نباشد نان خشک اے بے ہنر
دوستاں را مائدہ بدہند از مہر و کرم
پارہ ہائے خشک نان بیگانگاں را نیز ہم
نیز ہم پیش سگاں آں خشک ناں مے افگنند
مائدہ از تلطف با پیش عزیزاں مے برند
ترک کن ایں خشک ناں را ہوش کن فرزانہ باش
گر خردمندی پئے آں مائدہ دیوانہ باش

منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ
آخر کو اُس سے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ

[۲] کھلی زمین کی دسترخوان عام اُس کا ہے۔ اس خوان لوٹ پر برابر ہے دشمن دوست ایسا چوڑا خوان کرم کا بچھاتا ہے کہ سیمرغ کوہ قاف میں روزی کھاتا ہے ⁂

ہونا تا قیامت چاہیئے کہ کوئی دوسری شریعت اُس کی نظیر نہ ہو سکے۔ اس لیئے فرمایا گیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی[1]

لفظ اتمام نعمت کا مائدہ کے ساتھ نہایت مناسبت رکھتا ہے اس لیئے اس صورت میں متعدد جگہ وارد ہوا ہے۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون[2]

اور ماکولات کے علاوہ مستلذات غیر ماکول کی حلت و حرمت کا بیان بھی اس سورت میں فرمایا گیا ہے تاکہ یہ مائدہ ملذات غیر ماکولہ سے بھی خالی نہ رہے جیسا کہ نکاح وغیرہ ہے اور جو مستلذات محرمہ ہیں اور روح انسانی کو ضرر پہنچاتے ہیں اُس کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے جیسے کہ عورتیں محرمات وغیرہ ہیں۔ اور چونکہ اہل کتاب نے چند بہیمۃ الانعام کو اور اُن سے تحصیل فوائد کو اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا جیسا کہ بحیرہ وغیرہ یہ تشدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا اس کو حلال کر دیا اور فرمایا کہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام و لکن الذین الی آخرہ[3]

اور چونکہ اس مائدہ سے استفادہ بغیر طہارت جسمانی کے حاصل نہیں ہو سکتا اس لیئے ضروری ہوا کہ تشددات طہارت یہود کے دور کر کے مسائل طہارت جسمانی کے بھی بیان کیئے جاویں۔ اور جو تشدد یہود کے یہاں تھا اس تشدد کو رفع کیا جاوے۔ چنانچہ مسئلہ وضو و غسل و تیمم بیان فرما کر ارشاد فرمایا گیا

ما یرید اللہ لیجعل من حرج و لکن یرید لیطھرکم و لیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون[4]

مناسبت چہارم — اور چونکہ آخر آیت مائدہ میں وعید عذاب سخت کی ارشاد فرمائی گئی ہے اس لیئے مومنین کے واسطے آپ کا اسم مبارک بشیر اور منکرین کے لیئے آپ کا نام نذیر اس سورت میں مذکور ہوا ہے کما قال اللہ تعالیٰ[5]

---

[1] آج کے دن تمہارے لیئے تمہارے دین اسلام کو میں کامل کر چکا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا

[2] بیشک ہم ہی نے اُتارا قرآن مجید اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں قیامت تک

[3] بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ حام کوئی چیز خدا نے نہیں ٹھہرائی الی آخرہ

[4] نہیں چاہتا ہے اللہ کہ کوئی تنگی تم پر ڈالے اور لیکن چاہتا ہے وہ کہ تم کو پاک و صاف کر دے اور پوری کر دے اپنی نعمت کو تم پر تاکہ تم شکر کرو۔

[5] جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس تحقیق آگیا تمہارے پاس بشارت دینے والا۔ اور ڈرانے والا

فقد جاءکم بشیر و نذیر

تاکہ منکرین کو اس عذاب موعود سے انذار فرماویں

مناسبت پنجم — اور چونکہ اس مائدہ کے انزال سے مقصود اصلی یہ ہے کہ بنی آدم کو حیات جاودانی حاصل ہو جیسا کہ مائدہ جسمانی سے حیات جسمانی کا ابقاء علت غائی ہے اس لیئے حضرت آدم کے بیٹوں کا قصہ بیان فرما کر باہمی قتل کا وبال و نکال بھی بیان کرنا ضروری ہوا۔ تاکہ مائدہ روحانی کی مناسبت جو موجب ابدیت حیات ہے مائدہ جسمانی کے ساتھ حاصل ہو جاوے۔ جو موجب القاء حیات جسمانی ہے۔

مناسبت ششم — حواریوں کی درخواست میں ان ناکل منھا بھی مذکور تھا۔ اس لیئے اس سورت میں ارشاد فرمایا گیا و کلوا مما رزقکم اللہ حللاً طیباً و اتقوا اللہ الذی انتم بہ مومنون پ ۷ رکوع ۱[1]

مناسبت ہفتم — چونکہ اس مائدہ محمدی میں بہت سی اشیاء کو حرام فرمایا گیا ہے اور اُن کے کھانے اور ارتکاب سے روکا گیا ہے گو بعض خبیث الطبائع کو یہ شبہ پیدا ہو تا ہے کہ نصاریٰ کے ہاں ان اشیاء سے نہیں روکا گیا اور تمہارے ہاں یہ اشیاء حرام کر دی گئیں۔ تو مائدہ محمدی ناقص رہا جاتا ہے تو اس شبہ کے رفع کیلئے ارشاد فرماتے ہیں قل[2] لا یستوی الخبیث والطیب و لو اعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون پ ۷ رکوع ۲

اور مضر کھانوں سے پرہیز کرنا مائدہ جسمانی میں ضروری ہے

مناسبت ہشتم — اور دائرہ حلت کے وسیع کرنے کے لیئے ایک ایسا اصل بیان فرمایا گیا ہے جس سے ایک بڑی وسعت اور آسانی اہل اسلام کے لیئے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم و ان تسئلوا عنھا حین ینزل[3]

---

[1] اور کھاؤ تم جو تم کو اللہ تعالیٰ نے رزق دیا ہے در انحالیکہ حلال اور طیب ہو اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے جس پر تم ایمان لائے ہو۔

[2] کہہ کہ اموال خبیث جو مضر جسم و روح کے ہیں اور اموال طیب جو روح اور جسم کو فائدہ پہنچاتے ہیں برابر نہیں ہو سکتے اور اگرچہ خوش معلوم ہو تجھکو کثرۃ خبیث اشیاء کی پس ڈرو تم اے عقل والو تاکہ تم کو کامیابی دین و دنیا حاصل ہو

[3] اے ایمان والو مت سوال کرو تم ایسی چیزوں سے کہ اگر وہ ظاہر کیجاویں تو بُری لگیں تمکو۔ اور اگر تم پوچھو گے اُن کو جبکہ پیام نازل کیا جاتا ہے ظاہر کیجاویگی تم کو عفو کر دیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے سوالات سے کیونکہ اللہ مغفرت کرنے والا اور بردبار ہے۔

القرآن تبد لکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم پ ۷ رکوع ۳

اور اسی مقام سے علم اصول میں یہ مسئلہ مقرر ہو چکا ہے کہ اصل اشیاء میں حلت ہے۔ پس جس کو شارع علیہ السلام نے حرام فرما دیا وہ حرام ہے۔ باقی اشیاء حلال ہیں۔

مناسبت نہم — اور چونکہ مقدمہ اموال میں جو تحصیل اطعمہ کے لیئے اسباب ہیں انسانوں میں باہمی خیانت اور تنازعات بھی واقع ہو جاتے ہیں اس لیئے انفصال مقدمہ کے لیئے قانون شہادت اور حلف لینے کا اور وصیت کا بیان فرمایا گیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنٰن ذوا عدل منکم او آخران من غیرکم ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبۃ الموت[1]

مناسبت دہم — منکرین اس مائدہ محمدی کے لیئے قرآن شریف میں ناراضامندی اور سخط الٰہی وارد ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ان سخط اللہ علیھم و فی العذاب ھم خالدون پ ۶ رکوع ۱۴[2]

اور جو شخص مائدہ ظاہری و جسمانی قائم کرتا ہے اور صلائے عام دیدیتا ہے کہ جو چاہے اس مائدہ سے فوائد اکل حاصل کرے پس اگر کوئی شخص اس کی اس دعوت کو قبول نہیں کرتا اور توہین اور تحقیر اُس مائدہ کی کرتا ہے تو وہ داعی بھی اُس منکر سے ناراض ہو جاتا ہے۔ بالفعل یہ دس مناسبتیں کافی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس سخط الٰہی اس مائدہ کے مکذب پر ضرور وارد ہوگا۔ و تلک عشرۃ کاملہ

اور مائدہ محمدی اور مائدہ جسمانی میں بسبب ان وجوہ کے ایک مشابہت تامہ ہے۔ پس شریعت محمدی کو مائدہ قرار دینا کونسا استبعاد رکھتا ہے۔ جس کے سبب اس کو مائدہ نہ کہا جاوے۔ اب ہم اُس عذاب کا بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ جس کا اشارہ اس آیت ذیل سورہ مائدہ میں مندرج ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ انما جزاؤا الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض

---

[1] اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آموجود ہو تو وصیت کرتے وقت تم میں گواہی تم میں سے دو معتبر کی ہو۔ یا اگر تم کہیں کو سفر کرو اور تم پر موت کی مصیبت آپڑے تو تم مسلمانوں کے سوا دو گواہ

[2] بدیں وجہ ناراض ہوا اللہ تعالیٰ اُن پر اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔